﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد ۱۱ | جمعۃ المبارک ۲۴ ؍دسمبر ۲۰۰۴ء | ۱۱؍ذیقعدہ ۱۴۲۵ ہجری قمری ۔ ۲۴؍فتح ۱۳۸۳ ہجری شمسی | شمارہ ۵۲

مہمان بنالیا

حضرت مقداد بیان کرتے ہیں کہ مَیں اور میرے دو ساتھی بھوک اور فاقوں سے ایسے بدحال ہوئے کہ سماعت اور بصارت بھی متاثر ہوگئی۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ذکر کیا تو آپؐ نے کمال کشادہ دلی سے اپنا مہمان بنالیا۔ گھر لے گئے اور فرمایا یہ تین بکریاں ہیں ان کا دودھ پیؤ۔ (صحیح مسلم کتاب الاشربہ باب اکرام الضیف)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

دنیا میں کوئی نبی نہیں آیا جس نے دعا کی تعلیم نہیں دی۔

مامور کی دعائیں تطہیر کا بہت بڑا ذریعہ ہوتی ہیں

’’دیکھو ایک بچہ جب بھوک سے بیتاب اور بے قرار ہوکر دودھ کے لئے چلاتا ہے اور چیختا ہے تو ماں کے پستان میں دودھ جوش مار کر آجاتا ہے۔ حالانکہ بچہ تو دعا کا نام بھی نہیں جانتا۔ لیکن یہ کیا سبب ہے کہ اس کی چیخیں دودھ کو جذب کرلاتی ہیں۔ یہ ایک ایسا امر ہے کہ عموماً ہر ایک صاحب کو اس کا تجربہ ہے۔ بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ مائیں اپنی چھاتیوں میں دودھ کو محسوس بھی نہیں کرتیں اور بسا اوقات ہوتا بھی نہیں لیکن جونہی بچہ کی دردناک چیخ کان میں پہنچی فوراً دودھ اتر آیا ہے۔ جیسے بچہ کی ان چیخوں کو دودھ کے جذب اور کشش کے ساتھ ایک علاقہ ہے مَیں سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری چلّاہٹ ایسی ہی اضطراری ہو تو وہ اس کے فضل اور رحمت کو جوش دلاتی ہے اور اس کو کھینچ لاتی ہے۔ اور مَیں اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ خدا کے فضل اور رحمت کو جو قبولیت دعا کی صورت میں آتا ہے مَیں نے اپنی طرف کھنچتے ہوئے محسوس کیا ہے بلکہ مَیں تو یہ کہوں گا کہ دیکھا ہے۔ ہاں آج کل کے زمانہ کے تاریک دماغ فلاسفر اس کو محسوس نہ کرسکیں یا نہ دیکھ سکیں تو یہ صداقت دنیا سے اٹھ نہیں سکتی اور خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ مَیں قبولیتِ دعا کا نمونہ دکھانے کے لئے ہر وقت تیار ہوں‘‘۔ (الحکم جلد 5 نمبر 32 مورخہ 31؍ اگست 1901ء)

’’دنیا میں کوئی نبی نہیں آیا جس نے دعا کی تعلیم نہیں دی۔ یہ دعا ایک ایسی شے ہے جو عبودیت اور ربوبیت میں ایک رشتہ پیدا کرتی ہے۔ اس راہ میں قدم رکھنا بھی مشکل ہے۔ لیکن جو قدم رکھتا ہے پھر دعا ایک ایسا ذریعہ ہے کہ ان مشکلات کو آسان اور سہل کردیتا ہے۔...... جب انسان خدا تعالیٰ سے متواتر دعائیں مانگتا ہے تو وہ اور ہی انسان ہوجاتا ہے۔ اس کی روحانی کدورتیں دور ہوکر اس کو ایک قسم کی راحت اور سرور ملتا ہے اور ہر قسم کے تعصب اور ریاکاری سے الگ ہوکر وہ تمام مشکلات کو جو اس کی راہ میں پیدا ہوں برداشت کرلیتا ہے۔ خدا کے لئے ان سختیوں کو جو دوسرے برداشت نہیں کرسکتے صرف اس لئے کہ خدا تعالیٰ راضی ہوجاوے برداشت کرتا ہے تب خدا تعالیٰ جو رحمان رحیم خدا ہے اور سراسر رحمت ہے اس پر نظر کرتا ہے اور اس کی ساری کلفتوں اور کدورتوں کو سرور سے بدل دیتا ہے‘‘۔ (الحکم جلد 5 نمبر 17 مورخہ 10؍مئی 1901ء صفحہ 3-4)

’’دعا ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے۔ اگر دعاؤں کا اثر نہ ہوتا تو پھر اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے‘‘۔

(الحکم جلد 6 نمبر 45 مورخہ 17؍ دسمبر 1902ء صفحہ 3)

دعا ایسی چیز ہے کہ خشک لکڑی کو بھی سرسبز کرسکتی ہے اور مردہ کو زندہ کرسکتی ہے۔ اس میں بڑی تاثیریں ہیں۔ جہاں تک قضاء وقدر کے سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے کوئی کیسا ہی معصیت میں غرق ہو دُعا اس کو بچالے گی۔ اللہ تعالیٰ اس کی دستگیری کرے گا اور وہ خود محسوس کرے گا کہ مَیں اب اور ہوں۔

دیکھو جو شخص مسموم ہے کیا وہ اپنا علاج آپ کرسکتا ہے۔ اس کا علاج تو دوسرا ہی کرے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے تطہیر کے لئے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور مامور کی دعائیں تطہیر کا بہت بڑا ذریعہ ہوتی ہیں۔ دعا کرنا اور کرانا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ دعا کے لئے جب درد سے دل بھر جاتا ہے اور سارے حجابوں کو توڑ دیتا ہے اس وقت سمجھنا چاہئے کہ دعا قبول ہوگئی۔ یہ اسم اعظم ہے اس کے سامنے کوئی انہونی چیز نہیں ہے۔ ایک خبیث کے لئے جب دعا کے ایسے اسباب میسر آجائیں تو یقیناً وہ صالح ہوجاوے اور بغیر دعا کے وہ اپنی توبہ پر بھی قائم نہیں رہ سکتا۔ بیمار اور محجوب اپنی دستگیری آپ نہیں کرسکتا۔ سنت اللہ کے موافق یہی ہوتا ہے کہ جب دعائیں انتہا تک پہنچتی ہیں تو ایک شعلہ نور کا اس کے دل پر گرتا ہے جو اس کی ساری خباثتوں کو جلا کر تاریکی دور کردیتا ہے اور اندر ایک روشنی پیدا کرتا ہے‘‘۔

(الحکم جلد 7 نمبر 8 مورخہ 28؍فروری 1903ء صفحہ 5-6)

فرمودات خلفاء

موت کے بعد ترقیات کا زمانہ شروع ہوتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:۔’’جس چیز کا تقاضا اور خواہش انسان میں ہے اس کا سامان بھی ضرور موجود ہوتا ہے۔ انسان کی یہ فطری خواہشات سے ہے کہ وہ فنا نہ ہو تو اس کا سامان بھی اللہ تعالیٰ نے بنادیا ہے۔ مرنے کے بعد روح قائم رہتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے موت بھی بنائی ہے۔ یہ بھی اس کی بڑی غریب نوازی ہے۔ موت کے ساتھ دنیا کی سب تکالیف کا خاتمہ ہوجاتا ہے اور موت کے بعد پھر ترقیات کا زمانہ شروع ہوجاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ موت انسان کے واسطے اس طرح ضروری ہے جس طرح ہر اُس لڑکی کے واسطے جو کسی کے گھر میں پیدا ہو۔ یہ ضروری ہے کہ اس کے ماں باپ بصد محبت اُسے پال پوس کر اور ہر طرح سے اس کی تعلیم و تربیت کرکے بالآخر ایک دن اسے اپنے گھر سے رخصت کرکے دوسرے گھر میں پہنچا آویں۔ کیونکہ اس میں ایک جوہر خدا تعالیٰ نے رکھا ہے جس کی شگفتگی سوائے اس کے نہیں ہوسکتی کہ وہ اس گھر کو چھوڑ کر اُس گھر میں چلی جاوے۔ خواہ اس کے ماں باپ اور خویش و اقرباء اس کی جدائی کے صدمہ سے روئیں اور غم کھائیں اور آنسو بہائیں۔ پر ضرور ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے اُسے رخصت کریں۔ جس طرح وہ جدائی کی گھڑی سخت ہے اسی طرح موت کی ساعت بھی سخت ہے۔ مگر اس کے بعد آرام و راحت کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔

اس موت و حیاۃ کے الفاظ میں آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں قوموں کی روحانی موت اور پھر آنحضرت ﷺ کے طفیل دوبارہ زندگی کی طرف بھی اشارہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کی بعثت سے قبل دنیا کی تمام قوموں پر روحانی مردگی وارد ہوچکی تھی اور برّ و بحر ہلاک ہوچکے تھے۔ اسی کی طرف قرآن مجید میں دوسری جگہ اشارہ فرمایا ہے۔

﴿یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ﴾ (انفال :25)۔ اے مومنو! اللہ اور رسول کی بات مانو جبکہ وہ تمہیں بلاوے تاکہ تمہیں زندگی عطا کرے۔

(ضمیمہ اخبار قادیان 7؍دسمبر 1911ء)

﴿لِیَبْلُوَکُمْ﴾ : تاکہ تمہیں انعام دے۔ انعام امتحان کے بعد ہوتا ہے۔ امتحان کے معنے ہیں۔ محنت میں ڈالنا۔ جس کسی کو ایک محنت اور بلاء میں اور مشقّت میں ڈالا جاتا ہے اور وہ اس سے کامیاب نکلتا ہے تب وہ انعام پاتا ہے۔ تاکہ دیکھنے والے دیکھیں کہ محنت کا نتیجہ کیا ہے۔ اور وفاداری کا پھل کس طرح ملتا ہے۔ اسی طرح دوسروں کو نیکی کی تحریک ہوتی ہے‘‘۔

(حقائق الفرقان ۔جلد چہارم ۔صفحہ 157)

اداریہ

جلسہ سالانہ

حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام ’’اطلاع‘‘ کے زیرعنوان تحریرفرماتے ہیں:

’’تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پرظاہر ہوکہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہواور اپنے مولا کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے۔ اورایسی حالت انقطاع پیدا ہوجائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اورضعف اور کسل دور ہواور یقین کامل پیدا ہوکر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہوجائے۔سواس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہئے اور کرنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہوکبھی کبھی ضرور ملنا چاہئے ۔کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہوکر پھر ملاقات کی پروانہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی ۔اور چونکہ ہریک کے لئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بُعد مسافت یہ میسرنہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے۔کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں۔لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا چاہے بشرط صحت وفرصت وعدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہوسکیں۔سومیرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ 27/ دسمبر سے 29/دسمبر تک قرار پائے۔یعنی آج کے دن کے بعد جو تیس دسمبر 1891ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی میں 27/ دسمبر کی تاریخ آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربّانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔اوران دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی انہیں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہریک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہوکر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہوکر آپس میں رشتہ تودد وتعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی۔اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جلشانہ کوشش کی جائے گی اور اس روحانی سلسلہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاءاللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے......‘‘

(آسمانی فیصلہ)

مذکورہ بالا روح پرور الفاظ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے جلسہ سالانہ کے آغاز میں تحریر فرمائے تھے جسے شروع ہوئے اب ایک سوسال سے زیادہ عرصہ ہوگیا ہے۔حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے منشاء الٰہی کے مطابق جلسہ کا اعلان فرمایا تو بظاہر اس جلسہ کی کامیابی کے کوئی سامان یا ذرائع نہ تھے۔بلکہ اس کے برعکس بظاہر اس جلسہ کی ناکامی کی ساری وجوہ موجود تھیں۔ جیسا کہ قارئین کرام بخوبی جانتے ہیں قادیان ایک بہت ہی چھوٹا سا گاؤں تھا جس میں آج کل کی سہولتیں تو دور کی بات ہے اس زمانے کی آسانیاں اور سہولتیں بھی موجود نہ تھیں۔قادیان میں کوئی ریلوے سٹیشن نہیں تھا بلکہ قریب ترین ریلوے سٹیشن ’بٹالہ‘ گیارہ میل کے فاصلہ پر تھا۔قادیان میں بجلی کی سہولت نہ تھی۔قادیان میں تار اور ٹیلی فون کی سہولت موجود نہ تھی۔ قادیان کسی تجارتی منڈی کی وجہ سے مشہور نہ تھا۔قادیان کسی دریا، نہر یا مشہور سڑک پر نہ تھا کہ ان وجوہ سے بھی لوگ وہاں آسکتے ہوں۔قادیان میں کوئی اچھا بازار یا ہسپتال اور سکول نہ تھا۔

ان امور کے علاوہ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ قادیان جانے والا رستہ نہایت دشوار گزار کچا راستہ تھا جہاں سے برسات کے موسم میں گزرنا تو ناممکن ہوجاتا تھا۔باقی ایام میں بھی بمشکل ہی پہنچا جاسکتا تھا۔بٹالہ اور قادیان کے درمیان بعض مقامات چوروں اور ڈاکوؤں کی وجہ سے بھی بدنام تھے۔اور لوگ ادھر سے سفر کرنے سے ہرممکن گریز ہی کیا کرتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ ابتدائی زمانے میں قادیان جانے والوں کو یہ دِقّت بھی پیش آتی تھی کہ اول تو کسی کو پتہ ہی نہیں چلتا تھا کہ قادیان کدھر ہے اور پتہ چل جانے پر بھی کوئی ڈھنگ کی سواری نہ ملتی تھی۔

تاریخ شاہد ہے کہ ان سب روکوں اور مشکلات کے باوجود جلسہ سالانہ ہر سال ترقی کرتا رہا اور اس میں شامل ہونے والوں کی تعداد اور اس سے حاصل ہونے والی برکات وفوائد میں برابر ترقی ہوتی چلی گئی۔ایسے مخالف حالات اور دشمنان احمدیت کی مخالفت کے باوجود جلسہ بڑی کامیابی سے برابر ترقی کرتا چلا گیا۔1947ء میں تقسیم برصغیر کے وقت بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ جلسہ ہمیشہ کے لئے ختم ہوجائے گا مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ جلسہ قادیان میں برابر ہوتا رہا اور پھر ربوہ میں اور زیادہ شان وشوکت سے جلسے ہونے لگے۔پاکستان کو ’’ناپاکستان‘‘ کہنے والوں کی سیاسی مصلحتوں اور تعصب وعناد کی وجہ سے پاکستان میں جلسہ سالانہ کے سلسلہ میں روکیں پیدا کی گئیں تو مسیح پاک علیہ السلام کے درخت وجود کی سرسبز شاخیں ساری دنیا میں پھیل گئیں۔

پہلے تو یہ جلسہ دسمبر کے آخری ہفتہ میں ان تاریخوں پر منعقد ہوتا تھا جو حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے ہندوستان کے حالات کے پیش نظر مقرر فرمائی تھیں مگر مخالفت اور دشمنی کی آندھیوں میں جلسہ سالانہ دنیا بھر میں پھیل گیا اور ملکوں ملکوں سال کے ہر حصہ میں جلسہ کی برکتیں پھیل گئیں۔

خدا کرے کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی ترقی کے اس سنگ میل کو اور زیادہ ترقیات وبرکات حاصل ہوں اور حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی یہ دعا ان جلسوں میں شامل ہونے والوں کے حق میں قبول ہو کہ :’’خدا ان کو جزائے خیر بخشے اور ان کے ہر کام کا ثواب ان کو عطا فرمائے۔آمین ثم آمین‘‘۔

(عبدالباسط شاہد)

جس گھڑی ہم نے بیعت کی ہم بِک گئے

(اس گیت کا مواد شرائط بیعت کی بابت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فرمودہ خطبات سے اخذ کیا گیا ہے۔خاکسار نے حضور ایدہ اللہ کے فرمودات کے مافی الضمیر کو اپنے طور پر شاعرانہ رنگ میں بیان کرنے کی ایک کوشش کی ہے۔مفہوم کی ترسیل وابلاغ میں کسی بھی قسم کی خامی یا کوتاہی کے لئے شاعر کو سزاوار سمجھا جائے۔(جمیل)

عشق منظور ہے تو ذات سے الفت کیسی　　نذر میں جاں نہ گزاری تو محبت کیسی

(الاپ)

راہ مولیٰ میں رکھے قدم بِک گئے
جس گھڑی ہم نے بیعت کی ہم بِک گئے

میل دُھلنے لگی دل بدلنے لگا
سوزِ ایماں سے پتھر پگھلنے لگا
کبر و کذب و ریا کے صنم بِک گئے
جس گھڑی ہم نے بیعت کی ہم بِک گئے

آ گئے اپنے مولیٰ کی آغوش میں
رنگ بادہ کھلا وصل کے جوش میں
مست ہو کر عرب اور عجم بِک گئے
جس گھڑی ہم نے بیعت کی ہم بِک گئے

کوہ ظلمت پہ ہو نور جلوہ نما
خار وخس چُن کے لے جائے جیسے ہوا
اپنی جھوٹی انا کے بھرم بِک گئے
جس گھڑی ہم نے بیعت کی ہم بِک گئے

کتنے ارزاں تھے دنیا کے بازار میں
مول اپنا پڑا کوچۂ یار میں
اس دکاں پر خدا کی قسم بِک گئے
جس گھڑی ہم نے بیعت کی ہم بِک گئے

ڈال دی ہنس کے گردن چھری کے تلے
دستِ مرشد پہ ہم پوری جاں سے بکے
فائدہ کیا اگر بیش و کم بِک گئے
جس گھڑی ہم نے بیعت کی ہم بِک گئے

(جمیل الرحمٰن۔ہالینڈ)

احمدی جتنا بھی شکر اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا کریں کم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حبل اللہ کی پہچان کروائی اور اس کو پکڑنے کی توفیق دی۔

شکر نعمت کی اول اور بنیادی اینٹ یہی ہے کہ اپنی نمازوں کو، اپنی عبادتوں کو سجائیں

(شکرنعمت کے موضوع پر قرآن مجید ، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کے حوالہ سے تاکیدی نصائح)

(اختتامی خطاب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع جلسہ سالانہ سوئٹزرلینڈ - 5ستمبر2004ء

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۔ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا ۔ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا۔ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔﴾ (آل عمران : 104)

اس کے بعد فرمایا:

یہ آیت ان آیات میں تلاوت کی گئی تھی جو ابھی آپ کے سامنے شروع میں تلاوت کی گئی ہیں۔ ترجمہ بھی آپ نے سن لیا۔

آپ لوگ جو آج یہاں بیٹھے ہوئے یا دنیا کے کسی بھی کونے میں ہیں جو احمدی کہلاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے اپنے پر فضل، انعام اور احسان پر جتنا بھی شکر کریں کم ہے کہ اس نے ہمیں اس زمانے کے امام اور مسیح و مہدی کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور ہمیں اُن برکات سے حصہ لینے والا بنا دیا جن کے بارے میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی، جس کو سلام کہنے کے لئے برف پر گھٹنوں کے بل چل کر جانا بھی پڑے تو جا کر سلام کہنے کی تاکید فرمائی تھی۔ پس یہ ہماری خوش قسمتی ہے، خوش بختی ہے۔ لیکن صرف اس خوش بختی پر خوش نہیں ہو جانا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ انعام کر دیا اور بس یہی اب ہماری انتہا تھی، اور یہی ہمارا مقصد تھا بلکہ فرمایا کہ اب تمہارے پر اور زیادہ فرض بنتا ہے کہ اللہ کی اس رسی کو مضبوطی سے پکڑو تا کہ یہ انعامات کا سلسلہ چلتا رہے۔ اور اللہ کی رسی کیا ہے جس کو پکڑنے سے ان انعامات کو حاصل کرتے رہو گے؟ تو فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آخری شریعت ہے۔ وہ کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری جیسے کہ قرآن کریم کے بارہ میں ایک روایت میں آتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی وہ رسی ہے جس کا ایک سرا زمین پر ہے اور دوسرا سرا آسمان پر ہے۔ یعنی یہی وہ کتاب ہے جس پر عمل کر کے تم اللہ تعالیٰ تک پہنچ سکتے ہو۔ اس کے فضلوں کے وارث ٹھہر سکتے ہو۔ اس کی رضا حاصل کر سکتے ہو۔ پھر اس رسی کو تم تبھی مضبوطی سے پکڑ سکتے ہو جب اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی مکمل اور کامل ایمان ہو، جس پر یہ کتاب اتری ہے۔ اور آپؐ پر کامل ایمان لائے بغیر اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپؐ کی کامل اطاعت کے بغیر اللہ تعالیٰ تک پہنچ ہی نہیں سکتے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں خود آپؐ کے ذریعے یہ پیغام دیتا ہے کہ ﴿فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (آل عمران : 32) کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو، اس تک پہنچنا چاہتے ہو، اس کی رضا حاصل کرنا چاہتے ہو تو پھر تمہارے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ میری پیروی کرو، میرے سے تعلق جوڑو، مَیں جو کہتا ہوں اس پر عمل کرو کیونکہ میرا کوئی بھی عمل خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہیں ہے۔ میری کوئی بھی بات میری نہیں ہے بلکہ خدا کی کہی ہوئی ہے۔ پھر آپؐ نے ہی فرمایا تھا کہ آخری زمانے میں مسیح و مہدی کا ظہور ہو گا اس کو مان لینا۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے حدیث بتاتی ہے کہ مشکلات میں پڑ کر بھی اس کو میرا سلام پہنچانا ہوا تو ضرور پہنچانا۔ اس میں اس مسیح و مہدی نے بھی وہی تعلیم دینی ہے اسی تعلیم کو دنیا میں پھیلانا ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَیں نے دی ہیں۔ اور جو اسلام میں زمانے کے گزرنے کے ساتھ بگاڑ پیدا ہو جائے گا، یہ پیشگوئی تھی تو اسے اللہ تعالیٰ کی رہنمائی سے اسی مسیح و مہدی نے درست کرنا ہے۔ اس لئے قرآن، حدیث و سنت کی جو تشریح آنے والا مسیح و مہدی کرے، جس طرح وہ وضاحت کرے وہی سچی اور حقیقی ہو گی۔ اس لئے اس کے مطابق عمل کرنا، اس کی جماعت میں شامل ہونا، کیونکہ وہی میرا عاشق صادق ہے اور اس کا ہر فعل اور عمل اور قول اسی طرح ہے جس طرح میرا ہر فعل اور ہر قول۔

پھر اللہ تعالیٰ نے جس طرح آنحضرت ﷺ کو فرمایا تھا کہ ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ۔ یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ﴾ (الفتح:11) یعنی وہ لوگ جو تیری بیعت کرتے ہیں صرف اللہ کی بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً فرمایا کہ جو شخص تیرے ہاتھ میں ہاتھ دے گا اس نے تیرے ہاتھ میں نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ مخالفین اعتراض کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے پاس سے الہام بنا لیتے ہیں۔ اتنا بڑا دعویٰ کوئی اپنے پاس سے نہیں کر سکتا اور پھر دعویٰ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی تائید اور نصرت کے نظارے بھی دکھا رہا ہے اور ہر آن دکھا رہا ہے۔ تو اب اس زمانے میں جبکہ مسیح موعود کا ظہور ہوئے بھی ایک سو سال سے زائد کا عرصہ گزر گیا وہی مسلمان حبل اللہ کو پکڑنے والا کہلائے گا جو اللہ تعالیٰ کی پاک کتاب قرآن کریم کو پکڑے گا، اس کے احکامات پر عمل کرے گا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات اور عمل کے مطابق عمل کرے گا۔

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ سے کسی صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں پوچھا کہ آپ کے اخلاق و اطوار کیا تھے؟ تو آپؓ نے کہا کہ حضورؐ کے اخلاق و اطوار تو قرآن کریم کے عین مطابق تھے۔ پھر حضرت عائشہؓ نے کہا کہ کیا قرآن کریم میں نہیں پڑھا کہ ﴿وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾ (القلم:5) کہ اے رسول تو یقیناً اخلاق کے اعلیٰ ترین مقام پر ہے۔ اور پھر جو امام الزمان مسیح دوران اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کو ماننے والا ہو گا، آپ کے ارشادات پر عمل کرنے والا ہو گا، وہی رسی کو پکڑنے والا کہلائے گا کیونکہ انہی چیزوں سے اب یہ حبل اللہ قائم ہے۔ پس جیسا کہ میں نے کہا کہ احمدی جتنا بھی شکر اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا کریں کم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حبل اللہ کی، اس رسّی کی پہچان کروائی اور اس کو پکڑنے کی توفیق دی۔ نہیں تو جیسا کہ اس آیت میں ہے پہلے زمانے کی طرح اب پھر انسان، انسان کی گردن کاٹنے پر تلا ہوا ہے۔ اب چند دن پہلے ہی آپ نے سنا ہو گا کہ خبریں بھی اخباروں میں آ رہی ہیں، ٹیلیویژن پہ بھی کہ روس میں کس طرح ظالمانہ اور بہیمانہ طور پر بچوں پر ظلم کیا گیا۔ جب ان کو یرغمال بنایا گیا اس وقت پتہ نہیں ان پر کیا کیا ظلم ہوئے۔ اور پھر بظاہر جو رہائی دلانے کی کارروائی ہوئی اس میں کس طرح سینکڑوں جانیں بے دردی سے ضائع ہو گئیں۔ پھر آج کل مسلمان مسلمان سے کس طرح لڑ رہے ہیں حتیٰ کہ احمدیوں کی مخالفت میں ایک ہونے والے جب نمازوں کا وقت آتا ہے تو ایک دوسرے کے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ ان لوگوں نے کیا حبل اللہ کو پکڑنا ہے۔

کل پرسوں ہی ایک مسلمان لیڈر کا بیان تھا کہ مسلمانوں کی ساکھ اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی جب تک مسلمان آپس میں ایک دوسرے پر ظلم کرنا نہیں چھوڑتے، ایک دوسرے کے لئے برداشت کا مادہ پیدا نہیں کرتے۔ تو جہاں یہ اُس زمانے کے مسلمانوں کے لئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے مسلمانوں کے لئے، آپ کی قوت قدسی سے اثر پانے والے مسلمانوں کے لئے، خوشخبری تھی وہاں اس نعمت کا شکر نہ کرنے والوں کے لئے انذار بھی تھا کہ اگر کسی وقت بھی تم تقویٰ سے دور گئے، اللہ کی رسی کو نہ پکڑا اور تفرقہ بازی سے باز نہ آئے تو پھر تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر جا کھڑے ہو گے اور کوئی بھی ہوا کا تیز جھونکا تمہیں اس گڑھے میں گرا دے گا۔ اس لئے یہ رسّی جو اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار سال تک کا یہ دور گزرا ہے۔ اس میں عمومی طور پر تو یہ تاریک دور ہی تھا مسلمانوں پہ۔ اس تاریک دور کے بعد، اس تاریک زمانے کے بعد تمہیں مسیح موعود کے ذریعے سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے دی ہے۔ اس کو مضبوطی سے پکڑ لو اور بجائے مسیح موعود کی مخالفت کرنے کے اس کی جماعت میں شامل ہو جاؤ۔ اور پھر اس میں احمدیوں کے لئے بھی سبق ہے کہ جس طرح دوسروں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہ کر کے تقویٰ سے دور ہٹ کر آپس میں دشمنیاں پیدا کر لی ہیں اور آگ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے ہیں۔ اسی طرح اگر تم ان احکامات پر عمل نہیں کرو گے، تقویٰ سے دور ہٹتے جاؤ گے اور صرف نام کے احمدی مسلمان ہو گے تو اللہ تعالیٰ کا تمہارے سے کوئی ایسا رشتہ نہیں ہے کہ امتیازی سلوک ہو۔ اللہ تعالیٰ کوئی امتیازی سلوک نہیں کرے گا کہ تم ان برائیوں میں پڑو جس میں دوسرے پڑے ہوئے ہیں اور پھر وہ انجام نہ ہو جو دوسروں کا ہوا تھا۔ اس لئے انجام بخیر کے لئے ہمیشہ تقویٰ پر چلتے رہو اور مکمل فرمانبرداری اختیار کرو تا کہ ایمان لانے والے کہلا سکو۔ پس یہ ہمارے لئے بڑی فکر کی بات ہے۔ سوچنے کی ضرورت ہے، اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ کیا ہم اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے احکامات پر عمل کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے احکامات کیا ہیں جن پر چلنا ضروری ہے، جن پر چل کر ہم تقویٰ پر قدم مار سکتے ہیں، یا مارنے والے کہلا سکتے ہیں۔ جن پر چل کر ہم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے کہلا سکتے ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے ایک دوسرے کے خلاف الزام تراشی سے بچ سکتے ہیں۔ جن پر عمل کر کے آپس کی رنجشوں کو دور کر سکتے ہیں۔ جن پر چل کر ہم ایک دوسرے حقوق کا خیال رکھ سکتے ہیں۔ اور جن پر چل کر ہم اس جہنم کی آگ کی لعنت سے بچ سکتے ہیں۔ ان میں حقوق اللہ بھی ہیں اور حقوق العباد بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح عبادت کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے اس طرح اس کی عبادت کریں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ہے۔ اور پھر انسان کی تو بنیادی غرض ہی دنیا میں آنے کی یہ بتائی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا ہو۔ تو جب بنیادی غرض ہی انسان کی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے تو اس کے بعد تو یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر مزید احسان ہے اور اس کا ہمیں شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس بنیادی مقصد کو پورا کرنے پر پھر بھی اللہ تعالیٰ ہمیں اجر سے نوازتا ہے۔ اور اس بات کو سب سے زیادہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا۔

چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اس قدر لمبا قیام فرماتے تھے یعنی نماز کے دوران اس قدر لمبا کھڑے ہوتے تھے کہ اس کی وجہ سے آپ کے

پاؤں سوج جایا کرتے تھے۔اس پر میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا آپؐ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ آپ کے سارے گناہ بخشے گئے ہیں پہلے بھی اور بعد کے بھی تو آپ کیوں اتنا لمبا قیام فرماتے ہیں۔آپؐ نے فرمایا کیا میں خدا کا عبدشکور نہ بنوں۔جس نے مجھ پر اتنا احسان کیا ہے کیا میں اس کا شکریہ ادا کرنے کے لئے نہ کھڑا ہوا کروں۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر ۔ سورۃ الفتح ۔باب قولہ لیغفرلک اللّٰہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر)

تو یہ وہ پیارا اسوہ حسنہ ہے جو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا۔آپؐ، جن کو اللہ تعالیٰ نے جنت کی بشارت دی بلکہ اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر آپؐ نے بہت سے صحابہؓ کو جنت کی بشارت دی، آپؐ نے تو عبادت میں اس طرح توجہ فرمائی اور فرماتے رہے اور ہم جنہیں اپنے اعمال کا کچھ بھی پتہ نہیں ہے، اللہ کے سلوک کا کہ ہمارے ساتھ کیا سلوک ہو کچھ بھی علم نہیں ہے، ہم عبادتوں سے لاپرواہ ہو جائیں۔

پس شکر نعمت کی اول اور بنیادی اینٹ یہی ہے کہ اپنی نمازوں کو اپنی عبادتوں کو سجائیں اور اس طرف توجہ دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو یاد کرنے والوں، اپنی عبادت کرنے والوں کو ہی شکر گزاروں میں شمار کیا ہے۔

کَنزُالْعُمَّال میں لکھا ہے کہ ﴿وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّکُمْ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ﴾ (ابراہیم:8) اور جب تمہارے رب نے یہ اعلان کیا کہ اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں ضرور تمہیں بڑھاؤں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے۔تو اس میں آگے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم جب تو مجھے یاد کرتا ہے تو تُو میری شکر گزاری کرتا ہے۔اور جب تُو مجھے بھلا دیتا ہے تو تُو میری ناشکری کرتا ہے۔

(کنزالعمال جلد 2صفحہ 53)

اگر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنا ہے تو جس طرح شکر گزاری کا طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا بہت سنوار سنوار کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی چاہئے۔ یہ نہیں کہ سر سے اتارنے کے لئے جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جس طرح مرغی دانے پہ ٹھونگے مار رہی ہوتی ہے اس طرح جلدی جلدی نماز پڑھی، سجدے کئے اور چلے گئے۔ بلکہ سنوار کر پورے خشوع وخضوع سے نمازوں کی ادائیگی ہونی چاہئے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بتایا کہ بعض دعائیں ایسی ہیں جو مَیں نے خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے سنی ہیں۔ جب تک میں زندہ رہوں گا ان کو ترک نہ کروں گا۔میں نے آپؐ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا۔

میرے اللہ مجھے اپنا سب سے بڑا شکر گزار بنا دے اور ایسا بنا دے کہ میں سب سے زیادہ تیرا ذکر کرنے والا اور سب سے زیادہ تیری نصیحت پر عمل کرنے والا بنوں اور سب سے زیادہ تیری وصیت کو یاد رکھنے والا بنوں۔(مسند احمد بن حنبل جلد 2صفحہ 311مطبوعہ بیروت)

پس یہاں بھی جو ہمیں شکر گزاری کا طریق بتایا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنا ہے اور جیسا کہ میں بتا آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہی فرمایا ہے کہ ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّالِیَعْبُدُوْنَ﴾ (الذاریٰت: 57) یعنی جنوں اور انسانوں کی پیدائش کا مقصد عبادت ہے۔پس اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بننے کے لئے تاکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کو اپنی عبادتوں سے سجایا جا سکے۔اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق پانچ وقت باقاعدہ نمازیں ادا کرنے کی طرف ہر ایک کو توجہ دینی چاہئے۔اور پھر عبادات سے اپنی راتوں کو بھی سجائیں۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق ان نعمتوں میں اضافہ کرتا چلا جائے گا اور ہم ایک مضبوط رسی کو بھی پکڑے رہیں گے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔حضرت عبداللہؓ بن غنامؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے صبح کے وقت یہ کہا اَللّٰھُمَّ مَا اَصْبَحَ بِی مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنْکَ وَحْدَکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ، فَلَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ۔اے اللہ جو بھی نعمت مجھے ملی وہ تیری ہی طرف سے ہے۔تیرا کوئی شریک نہیں اور تمام تعریفیں اور شکر تیرے ہی لئے ہیں۔ تو گویا اس نے اپنے دن کا شکر ادا کر دیا اور جس نے اسی طرح شام کے وقت کہا تو اس نے اپنے رات کا شکر ادا کر دیا۔(سنن ابی داؤد کتاب الادب)

پس یہ شکر گزاری کے جذبات ایک مومن کے دل میں، ایک احمدی کے دل میں ہر وقت رہنے چاہئیں کہ اس نے اپنے فضل سے ہمیں احمدیت کی نعمت سے نوازا ہے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے اس کا شکر ادا کرنے والے اس کی مخلوق کے بھی شکر گزار ہوتے ہیں۔ بلکہ فرمایا کہ جو مخلوق کا شکر گزار نہیں وہ خدا تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہیں ہے۔جیسا کہ روایت میں آتا ہے حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا۔" جو تھوڑے پر شکر نہیں کرتے وہ بڑی نعمت پر بھی شکر نہیں کرتے اور جو بندوں کا شکر نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔نعمائے الٰہی کا ذکر کرتے رہنا شکر گزاری ہے اور اس کا عدم ذکر کفر یعنی ناشکری ہے۔جماعت ایک رحمت ہے اور تفرقہ بازی (پراگندگی) عذاب ہے"۔

(مسند احمدبن حنبل جلد 4صفحہ 278)

تو اللہ کے بندوں کا شکر کرنا بھی ضروری ہے۔ آپ لوگ جو یہاں ان ملکوں میں رہتے ہیں، پہلے بھی میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں، ان لوگوں کا بھی آپ کو شکر گزار ہونا چاہئے جنہوں نے اپنے ملک میں آپ کو رہنے کی جگہ دی اور آپ کے لئے بہتری کے سامان پیدا ہوئے۔ کیونکہ اگر کسی شخص کو کسی سے کوئی فیض پہنچے تو اس کا شکر گزار ہونا بھی انتہائی ضروری ہے۔اگر عام طور پر تم کسی سے فائدہ اٹھا رہے ہو اور ایک دفعہ اس نے کسی کام سے انکار کر دیا یا سخت بات کہہ دی، بعض دفعہ روزمرہ کے معاملات میں بھی ہو جاتا ہے، یا ایسی بات کہہ دی جس سے تمہیں مایوسی ہوئی تو فوراً بے صبری کی حالت میں آ کر اس کے خلاف بعض لوگ بولنا شروع کر دیتے ہیں جب کہ آپ کے بہت سے کام وہ پہلے کر چکا ہوتا ہے۔ اگر شکر گزاری کا خیال ہو اور اگر ایک دو دفعہ بھی انکار ہو گیا ہے تو ان پہلے کاموں کی وجہ سے ہی خاموش رہنا چاہئے۔ بلکہ انکار کے بعد تو ایسے شخص کے لئے دعا ہونی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا اس بات پر شکر کرو، اس کے لئے دعا بھی کرو اور اللہ تعالیٰ کا اس بات پر شکر بھی کرو کہ اس نے تمہیں صرف اپنے بندوں پر انحصار کرنے سے بچا لیا۔اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف بھی توجہ پیدا ہوئی اس وجہ سے۔اگر اس طرح چھوٹی چھوٹی باتوں پر رنجشیں پیدا ہونی شروع ہو گئیں تو پھر تفرقہ بازی پیدا ہو جائے گی اور پھر تفرقہ بازی کا حال تو آج کل آپ دیکھ ہی رہے ہیں۔ جیسے کہ پہلے ہی بتا چکا ہوں پھر اللہ تعالیٰ کی رسی بھی ہاتھ سے چھوٹ جائے گی اور پھر فرمایا کہ اس کا نتیجہ عذاب ہی نکلے گا۔اور جماعت کی وجہ سے جو رحمت ہے وہ بھی جاتی رہے گی۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ ہر حال میں شکر گزاری کے خیالات رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں یہ دعا سکھائی ہے یہ کرنی چاہئے۔ فرماتا ہے۔﴿رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰہُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ۔اِنِّی تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّی مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ (الاحقاف: 16)۔اے میرے رب مجھے توفیق عطا کر کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی اور ایسے نیک اعمال بجا لاؤں جن سے تو راضی ہو اور میرے لئے میری ذریت کی بھی اصلاح کر دے۔ یقیناً میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اور بلا شبہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

پس اپنی اور اپنی نسلوں کے لئے دعا کے ساتھ ہمیشہ فرمانبرداری میں رہنے کی کوشش کریں اور تقویٰ کے جو طریق ہیں ان پر چلنے کی کوشش کریں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اصل شکر تقویٰ اور طہارت میں مضمر ہے۔فرمایا کہ:

" تمہارا اصل شکر تقویٰ اور طہارت ہی ہے۔ مسلمان کا پوچھنے پر الحمدللہ کہہ دینا سچا سپاس اور شکر نہیں ہے"۔یعنی کسی نے پوچھا مسلمان ہو تو اس نے کہا ہاں الحمدللہ میں مسلمان ہوں۔ پوچھا کسی نے احمدی ہو؟ ہاں الحمدللہ میں احمدی ہوں۔احمدی کو بتا دیا کہ یہ سچا شکر نہیں ہے۔آپ نے فرمایا:" اگر تم نے حقیقی سپاس گزاری یعنی طہارت اور تقویٰ کی راہیں اختیار کر لیں تو میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تم سرحد پر کھڑے ہو۔کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا"۔فرمایا:" مجھے یاد ہے ایک ہندو سررشتہ دار نے جس کا نام جگن ناتھ تھا اور جو ایک متعصب ہندو تھا بتلایا کہ امرتسر یا کسی جگہ میں وہ سررشتہ دار تھا جہاں ایک ہندو اہلکار در پردہ نماز پڑھا کرتا تھا مگر بظاہر ہندو تھا۔میں اور دیگر سارے ہندو اسے بہت برا جانتے تھے اور ہم سب اہلکاروں نے مل کر ارادہ کر لیا کہ اس کو ضرور موقوف کرائیں"۔یعنی اس کی نوکری ختم کروائیں گے۔" سب سے زیادہ شرارت میرے دل میں تھی۔میں نے کئی بار شکایت کی کہ اس نے یہ غلطی کی ہے اور یہ خلاف ورزی کی ہے۔مگر اس پر کوئی التفات نہ ہوتی تھی"۔یعنی اس پر کوئی توجہ نہ ہوتی تھی افسروں کی۔" لیکن ہم نے ارادہ کر لیا ہوا تھا کہ اسے ضرور موقوف کرا دیں گے۔اور اپنے اس ارادہ میں کامیاب ہونے کے لئے بہت سی نکتہ چینیاں بھی جمع کر لی تھیں"۔ بہت سی اس کی چھوٹی چھوٹی غلطیاں ڈھونڈی تھیں۔ اور کہتا ہے کہ " میں وقتاً فوقتاً ان نکتہ چینیوں کو صاحب بہادر کے روبرو پیش کیا کرتا تھا"۔جو افسر تھا اس کو پیش کر دیتا تھا، انگریز افسر تھا۔تو" صاحب اگر بہت غصہ ہو کر اس کو بلا بھی لیتا تھا تو جونہی وہ سامنے آ جاتا تو گویا آگ پر پانی پڑ جاتا" تھا۔" معمولی طور پر نہایت نرمی سے فہمائش کر دیتا۔گویا اس سے کوئی قصور سرزد ہی نہیں ہوا"۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 49جدید ایڈیشن)

تو یہاں فرماتے ہیں جو نیک نیتی سے کام کر رہے ہوں، عبادات کر رہے ہوں، شکر گزار ہوں تو پھر دنیاوی جوروکیں ہیں ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:" اے رب العالمین تیرے احسانوں کا میں شکر نہیں کر سکتا تو نہایت رحیم و کریم ہے اور تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں"۔ بے انتہا مجھ پر احسان ہیں۔" میرے گناہ بخش

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

سیٹلائٹ

خطبہ جمعہ

ہر احمدی کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے کے لئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی پہلے سے بڑھ کر کرنے کی کوشش کرے اور آپ پر درود و سلام بھیجے۔

اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں عشق رسول کے اسلوب سکھائے ہیں۔

احمدیوں پر ہتک رسول کا الزام سراسر جھوٹ اور بہتان ہے۔ ہتک رسول کے مرتکب وہ لوگ ہیں جو آنحضرتؐ کی پیروی سے باہر نکل کر اس مسیح موعود کو نہیں مانتے جسے سلام پہنچانے کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکیدی ارشاد فرمایا تھا

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 10/دسمبر ۲۰۰۴ء بمطابق 10/فتح ۱۳۸۳ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلک يوم الدين - إياک نعبد و إياک نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۔وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾۔(آل عمران: 32)

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (الاحزاب:57)

یہ پہلی آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ ہے کہ تو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اور دوسری آیت کا ترجمہ ہے کہ یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

یہ دو آیات ایک آل عمران کی ہے اور دوسری سورۃ احزاب کی۔ جیسے کہ ترجمے سے آپ نے سن لیا آل عمران کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بلکہ تمام دنیا کے انسانوں کو آنحضرت ﷺ کے ذریعے سے یہ پیغام پہنچا دیا ہے کہ اب تمام گزشتہ اور آئندہ نمونے ختم ہو گئے اب اگر کوئی پیروی کے قابل نمونہ ہے تو آنحضرت ﷺ کا نمونہ ہے اور یہ پیروی کے نمونے کس طرح قائم ہوں گے۔ اس طرح قائم ہوں گے جس طرح ایک سچا عاشق اپنے محبوب کی پسند اور ناپسند کو اپنی پسند اور ناپسند بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب اس طرح تم آنحضرت ﷺ کی پیروی کرو گے تو پھر ہی مَیں تمہارے گناہ بھی بخشوں گا اور تمہارے سے محبت کا سلوک بھی کروں گا۔ تمہاری دینی اور دنیاوی بھلائیوں کے سامان بھی پیدا کروں گا۔ تو گویا اب اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے تمام راستے بند ہو گئے اور اگر کوئی راستہ کھلا ہے تو آنحضرت ﷺ کی کامل اتباع کر کے آپ کے پیچھے چل کر ہی خدا تعالیٰ تک پہنچا جا سکتا ہے، یہی ایک راستہ ہے جو کھلا ہے۔ پھر اس اسوۂ حسنہ کی پیروی کرنے کے لئے اور آپ ﷺ کی محبت دل میں بڑھانے کا طریق جو اگلی آیت مَیں نے تلاوت کی ہے سورۃ احزاب کی اُس میں بتایا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ نبی کوئی معمولی نبی نہیں ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا سب سے پیارا وجود ہے۔ زمین و آسمان اس کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی اسی کام پر لگے ہوئے ہیں کہ اللہ کے اس پیارے نبی پر رحمت بھیجتے رہیں اور دعائیں کرتے رہیں۔ پس اے لوگو جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی محبت چاہتے ہو تو تمہارا بھی یہ کام ہے کہ اس نبی سے محبت پیدا کرو۔ اس پر درود بھیجو اور بہت زیادہ سلامتی بھیجو۔ جب تم اس طرح اس نبی پر درود و سلام بھیجو گے تو تم پر اس کی پیروی کے راستے بھی کھلتے چلے جائیں گے اور جیسے جیسے یہ راستے کھلیں گے جس طرح تم اس کی پیروی کرتے چلے جاؤ گے اتنی ہی زیادہ تم اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے والے بھی بنتے چلے جاؤ گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ: ”قبولیت دعا کے تین ہی ذریعے ہیں۔ اول ﴿اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ﴾ (آل عمران: 32)۔ دوم۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (الاحزاب:57)۔ اور تیسرا موہبت الٰہی“۔ (حضرت اقدس کی ایک تقریر اور مسئلہ وحدت الوجود پر ایک خط صفحہ 23)۔ یعنی دعائیں قبول کروانا چاہتے ہو تو جو دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں اس کی پیروی کرو، آپؐ سے محبت کرو اور اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرو۔ پھر رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجو تا کہ اس محبت میں خود بھی بڑھو اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت بھی حاصل کرو۔ اور پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکو، اس سے بخشش طلب کرو، اس کی عبادت کرو۔، سب غیر اللہ کو چھوڑ دو۔ تو یہ تین چیزیں ہیں اگر پیدا ہو جائیں گی تو سمجھو کہ تم اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے ہو گے۔ اور دنیا اور آخرت سنور جائے گی۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں کہ: ”ان کو کہہ دو اس بارہ میں کہ اگر تم چاہتے ہو کہ محبوب الٰہی بن جاؤ اور تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں تو اس کی ایک ہی راہ ہے کہ میری اطاعت کرو“۔

فرمایا کہ: ”............ میری پیروی ایک ایسی شئے ہے جو رحمت الٰہی سے ناامید ہونے نہیں دیتی۔ گناہوں کی مغفرت کا باعث ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا محبوب بنا دیتی ہے“۔ یعنی جو حقیقی پیروی کرنے والے ہوں وہ کبھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے۔ ان میں ایک یقین کی کیفیت ہوتی ہے کہ اس پہلو سے ہم نے یقیناً اللہ تعالیٰ کا قرب پا لینا ہے اور اس کی محبت حاصل کر لینی ہے تو فرمایا کہ میری پیروی گناہوں کی مغفرت کا باعث ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا محبوب بنا دیتی ہے“ اور تمہارا یہ دعویٰ کہ ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں اسی صورت میں سچا اور صحیح ثابت ہو گا کہ تم میری پیروی کرو“۔

پھر فرمایا کہ ”اس آیت سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنے کسی خود تراشیدہ طرز ریاضت اور مشقت اور جپ تپ سے اللہ تعالیٰ کا محبوب اور قرب الٰہی کا حقدار نہیں بن سکتا۔ انوار و برکات الٰہیہ کسی پر نازل نہیں ہو سکتیں جب تک وہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں کھویا نہ جاوے۔ اور جو شخص آنحضرت ﷺ کی محبت میں گم ہو جاوے اور آپ کی اطاعت اور پیروی میں ہر قسم کی موت اپنی جان پر وارد کر لے“ یعنی یہ پیروی اور محبت مومن بندے کو اتنی زیادہ ہونی چاہئے کہ اس کو باقی سب چیزوں سے بے نیاز کر دے، کسی غیر کے آگے جھکنے والے نہ ہوں۔ جیسے بھی حالات ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے آستانے پر ہی جھکنے والے ہوں۔ اب یہی شان ہے جو ایک احمدی کی ہونی چاہئے۔ فرمایا ”کہ آپ کی اطاعت اور پیروی میں ہر قسم کی موت اپنی جان پر وارد کر لے اس کو وہ نور ایمان، محبت اور عشق دیا جاتا ہے جو غیر اللہ سے رہائی دلا دیتا ہے اور گناہوں سے رستگاری اور نجات کا موجب ہوتا ہے۔ اسی دنیا میں وہ ایک پاک زندگی پاتا ہے اور نفسانی جوش و جذبات کی تنگ و تاریک قبروں سے نکال دیا جاتا ہے۔ اسی کی طرف یہ حدیث اشارہ کرتی ہے اَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِيْ۔ یعنی مَیں مُردوں کو اٹھانے والا ہوں جس کے

قدموں پر لوگ اٹھائے جاتے ہیں‘‘۔(الحکم جلد 5 نمبر 3 مورخہ 24/ جنوری 1901 صفحہ 2)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:’’ دنیا میں کروڑ ہا ایسے پاک فطرت گزرے ہیں اور آگے بھی ہوں گے۔ لیکن ہم نے سب سے بہتر اور سب سے اعلیٰ اور سب سے خوب تر اس مرد خدا کو پایا ہے جس کا نام ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ﴿اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾۔(الاحزاب:57)۔ اُن قوموں کے بزرگوں کا ذکر تو جانے دو جن کا حال قرآن شریف میں تفصیل سے بیان نہیں کیا گیا۔صرف ہم ان نبیوں کی نسبت اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔جیسے حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور دوسرے انبیاء۔سو ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں نہ آتے اور قرآن شریف نازل نہ ہوتا اور وہ برکات ہم بچشم خود نہ دیکھتے جو ہم نے دیکھ لئے تو ان تمام گزشتہ انبیاء کا صِدق ہم پر مشتبہ رہ جاتا‘‘۔یعنی اگر قرآن شریف کی تعلیم سامنے نہ ہوتی اور جس طرح قرآن کریم نے ہمیں ان انبیاء کا بتایا وہ ہم اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیتے۔ یہ آنکھوں سے دیکھنے والی ہی بات ہے جس طرح تفصیل سے قرآن کریم میں ذکر ہے تو تمام گزشتہ انبیاء کی جو سچائی ہے وہ اس طرح ہم پر ظاہر نہ ہوتی جس طرح قرآن کریم کے پڑھنے سے ہم پر ظاہر ہوئی ہے۔ فرمایا کہ’’ کیونکہ صرف قصّوں سے کوئی حقیقت حاصل نہیں ہو سکتی اور ممکن ہے کہ وہ قصے صحیح نہ ہوں۔اور ممکن ہے کہ وہ تمام معجزات جو ان کی طرف منسوب کئے گئے ہیں وہ سب مبالغات ہوں۔ کیونکہ اب ان کا نام ونشان نہیں بلکہ ان گزشتہ کتابوں سے تو خدا کا پتہ بھی نہیں لگتا۔اور یقیناً نہیں سمجھ سکتے کہ خدا بھی انسان سے ہمکلام ہوتا ہے۔لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے یہ سب قصے حقیقت کے رنگ میں آ گئے۔اب نہ ہم قال کے طور پر بلکہ حال کے طور پر اس بات کو خوب سمجھتے ہیں‘‘ کہ اب یہ سنی سنائی باتیں نہیں ہیں بلکہ تجربے سے یہ باتیں ہمارے سامنے ظاہر ہو گئیں۔

’’اس بات کو خوب سمجھتے ہیں کہ مکالمہ الٰہیہ کیا چیز ہوتا ہے۔‘‘ یہ صرف قصے نہیں رہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی سے ہی پتہ لگ گیا کہ’’ اللہ تعالیٰ کس طرح ہمکلام ہوتا ہے کس طرح بات کرتا ہے کس طرح سنتا ہے اور کس طرح سناتا ہے۔‘‘ اور خدا کے نشان کس طرح ظاہر ہوتے ہیں اور کس طرح دعائیں قبول ہو جاتی ہیں اور یہ سب کچھ ہم نے آنحضرت ﷺ کی پیروی سے پایا اور جو کچھ قصوں کے طور پر غیر قومیں بیان کرتی ہیں وہ سب کچھ ہم نے دیکھ لیا۔پس ہم نے ایک ایسے نبی کا دامن پکڑا ہے جو خدا نما ہے۔کسی نے یہ شعر بہت ہی اچھا کہا ہے ؎

محمدؐ عربی بادشاہِ ہر دو سرا کرے ہے روح قدس جس کے در کی دربانی
اسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں کہ اس کی مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

ہم کس زبان سے خدا کا شکر کریں جس نے ایسے نبی کی پیروی ہمیں نصیب کی جو سعیدوں کی ارواح کے لئے آفتاب ہے جیسے اجسام کے لئے سورج‘‘۔یعنی جو سعید فطرت لوگ ہیں ان کی روح کو تازگی دینے کے لئے ،ان کو نور پہنچانے کے لئے ایک سورج ہے۔جیسے ہمارے جسم کی صحت کے لئے ایک سورج ہے۔’’وہ اندھیرے کے وقت میں ظاہر ہوا اور دنیا کو اپنی روشنی سے روشن کر دیا۔وہ نہ تھکا، نہ ماندہ ہوا جب تک کہ عرب کے تمام حصّہ کو شرک سے پاک نہ کر دیا۔وہ اپنی سچائی کی آپ دلیل ہے کیونکہ اس کا نور ہر ایک زمانہ میں موجود ہے۔اور اس کی سچی پیروی انسان کو یوں پاک کرتی ہے کہ جیسا ایک صاف اور شفّاف دریا کا پانی میلے کپڑے کو۔کون صدق دل سے ہمارے پاس آیا جس نے اس نور کا مشاہدہ نہ کیا اور کس نے صحت نیّت سے اس دروازہ کو کھٹکھٹایا جو اس کے لئے کھولا نہ گیا۔لیکن افسوس کہ اکثر انسانوں کی یہی عادت ہے کہ وہ سفلی زندگی کو پسند کر لیتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ نور ان کے اندر داخل ہو‘‘۔

(چشمہ ٔمعرفت ۔روحانی خزائن جلد 23صفحہ 301-302)

Unique Frans Travel GmbH

یونیک فرانس ٹریولGmbH فرانکفورٹ، جرمنی

یونیک جماعت کے یونیک احباب کے لئے یونیق فرانس ٹریولGmbH آپ کی خدمت میں پیش پیش دنیا بھر میں کسی بھی جگہ خوشگوار فضائی سفر کے لئے خصوصی رعایت کے ساتھ سستی اور یقینی نشستوں کے حصول کے لئے ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔اور اس ضمن میں ہم سے جلد اور فوری رابطہ کریں تا کہ پریشانی سے بچا جا سکے۔
نوٹ: ارزاں ٹکٹوں کے ساتھ ہمارے ہاں اکثر زبانوں میں ترجمہ(Uebersetzung) کی سہولت بھی موجود ہے۔ہم آپ کی خدمت کے منتظر ہیں۔

Kaiser str . 64 Kaiserpassage 41 - 60329 Frankfurt / M
Tel: 069-24277977 + 069-24450992 = Fax : 069-230600

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو بتانے کے بعد یہ فرمایا کہ کون ہے جو سچے دل سے ہمارے پاس آیا کہ اسے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا پتہ نہ لگا۔یعنی اس غرض سے آیا کہ اس نور کو دیکھے اور اس کو نہ دکھایا ہو۔کیونکہ اب اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کا نور دیکھنے کے لئے مسیح موعود کے پاس ہی آنا ہو گا۔یہ بھی آنحضرت ﷺ کا ہی ارشاد ہے کہ چودہ سو سال کے بعد جب مسیح و مہدی آئے گا وہ میرے نور سے ہی منور ہو گا، میری روشنی ہی پھیلائے گا۔پس آنحضرت ﷺ کی پیروی میں یہ بات بھی شامل ہے کہ آپ کی اس بات کی بھی پیروی کی جائے کہ چودھویں صدی میں جس مسیح و مہدی کا ظہور ہونا ہے اس کو بھی مانا جائے۔یہ نہیں ہے کہ جیسے مسلمانوں کا آج کل یہی شیوہ ہے کہ جو مرضی کی باتیں ہوں وہ مان لیں اور کچھ نہ مانی۔تو فرمایا کہ یہ تو گھٹیا اور گندی زندگی کو پسند کرنے والی باتیں ہیں۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے خود اپنے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے کہ مجھ سے کس طرح محبت کرو۔ایک روایت میں آتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں کہلا سکتا جب تک مَیں اسے اپنے والد اور اولاد سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔

(بخاری کتاب الایمان باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان)

تو یہ معیار بتایا ہے دنیاوی رشتوں کی مثال دے کر کہ صرف پیروی کا دعویٰ ہی نہیں کرنا بلکہ یہ جو دنیاوی رشتے ہیں، والدین اور بچے، ان سب سے زیادہ مَیں تمہارا پیارا بنوں۔ مجھے تم سب سے زیادہ پیار کرنے والے بنو۔صحابہ نے جن میں بچے بھی تھے بوڑھے بھی تھے جوان بھی تھے انہوں نے اسی طرح قربانیاں دی ہیں اور اسی طرح پیار کیا ہے۔بچوں نے اپنے والدین کو چھوڑنا گوارا کر لیا مگر آپ کا در نہ چھوڑا۔پس آج ہمیں بھی وہی مثالیں قائم کرنی ہیں، انشاءاللہ۔جس طرح آپؐ نے فرمایا، جو اسلام کی تعلیم ہے،اس کو ماننا ہے، اس پر عمل کرنا ہے اور دنیا کوئی پرواہ نہیں کرنی۔آپؐ کے لئے جو غیرت اور محبت اور عشق ہمارے دلوں میں ہونا چاہئے اس کے مقابلے میں ہر دوسری چیز اور ہر دوسرا رشتہ اور ہر قسم کی غیرت جو بھی ہو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہونی چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت ﷺ کی اتنی غیرت تھی کہ آپ معمولی سی زیادتی بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔آپ کو ایسی باتیں سن کر جس قدر غم اور تکلیف پہنچتی تھی وہ نا قابل بیان ہے۔ آپ ایسے شخص کی شکل بھی دیکھنا گوارا نہیں کرتے تھے جس نے آنحضرت ﷺ کے متعلق کوئی نازیبا بات کی ہو۔اور جب عیسائی مشنریوں نے آنحضرت ﷺ کے خلاف بعض بہتان گھڑے اس زمانے میں تو آپ کی انتہائی کرب اور تکلیف کی کیفیت ہوتی تھی۔

آپ خود بھی اس کیفیت کا نقشہ کھینچتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ:’’عیسائی مشنریوں نے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بے شمار بہتان گھڑے ہیں۔اور اپنے اس دجل کے ذریعے ایک خلق کثیر کو گمراہ کر کے رکھ دیا ہے۔میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان لوگوں کے اس ہنسی ٹھٹھے نے پہنچایا ہے جو وہ ہمارے رسول پاک کی شان میں کرتے رہتے ہیں ان کے دلآزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشر کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے۔خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد، اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور مَیں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔پس اے میرے آسمانی آقا! تُو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس ابتلا سے نجات بخش‘‘۔

(آئینہ کمالات اسلام ۔روحانی خزائن جلد 5صفحہ 15)

پس یہ ہے وہ غیرت جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تھی اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غیرت اور آپ کی محبت کے وہ معیار ہیں جو آپ اپنی جماعت کے ہر فرد میں دیکھنا چاہتے تھے۔اور اس تعلیم کا ہی اثر ہے کہ یہ محبت جماعت کے دلوں میں پیدا ہوئی اور پھر جماعت اس محبت کے زیر اثر ہی آج دنیا کے کونے کونے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو پہنچانے کے لئے کوشاں ہے اور آج دنیا کے کونے کونے میں اس غیرت کے تقاضے پورے کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام جماعت کے ذریعہ پہنچایا جا رہا ہے اور انشاءاللہ ہمیشہ پہنچایا جاتا رہے گا۔ یہ پیغام پہنچانے کے طریق اور دنیا کو چیلنج دینے کی جرأت جیسے کہ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی ہے۔

آپ کو آنحضرت ﷺ کے ساتھ جو عشق تھا اور آپ کے لئے جو غیرت تھی اس کا اظہار اس سے پہلے کے اقتباس سے ہو چکا ہے جو الفاظ میں نے پڑھے ہیں۔ آپؑ نے دنیا کو واضح الفاظ میں یہ چیلنج دیا ہے کہ تمہارا جو کچھ بھی مذہب ہو، تمہاری جتنی بھی طاقت اور وسائل ہوں، تم جتنا مرضی ہنسی ٹھٹھا کر لو لیکن یاد رکھو کہ اب دنیا میں غالب آنے والا مذہب صرف اور صرف اسلام ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ: ’’اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ انسانی روحو! جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔ (تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 141)

لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ آج اس مسیح محمدی کی جماعت زندہ خدا اور زندہ مذہب اور جاہ جلال کے نبی کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کی جو کوشش کر رہی ہے، یہ جماعت، جماعت احمدیہ اس کی راہ میں مسلمان کہلانے والے رکاوٹیں اور مشکلیں ڈال رہے ہیں، ان کے خلاف الزام تراشیاں کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی رحم فرمائے۔

آنحضرت ﷺ سے عشق و محبت اور آپ پر درود بھیجنے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے جو محبت کی اور جس طرح نوازا اس ذکر کو بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

’’پھر بعد اس کے جو الہام ہے وہ یہ ہے صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ وُلْدِ آدَمَ وَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ۔ اور درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سب مراتب اور تفضلات اور عنایات اُسی کے طفیل سے ہیں اور اُسی سے محبت کرنے کا یہ صلہ ہے۔ سبحان اللہ اس سرور کائنات کے حضرت احدیت میں کیا ہی اعلیٰ مراتب ہیں‘‘۔ یعنی آنحضرت ﷺ کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنا اونچا مرتبہ ہے۔’’ اور کس قسم کا قرب ہے کہ اس کا محبّ خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کا خادم ایک دنیا کا مخدوم بنایا جاتا ہے‘‘۔

پھر فرماتے ہیں۔ فارسی کے کچھ شعر ہیں۔

کہ ہیچ محبوبے نہ ماند ہمچو یار دلبرم	مہر و ماہ را نیست قدرے در دیار دلبرم
آں کجا روئے کہ دارد ہمچو رویش آب و تاب	واں کجا باغے کہ می دارد بہار دلبرم

یعنی میرے دوست کے مقابلے میں، میرے محبوب کے مقابلے میں کوئی بھی محبوب نہیں ہے۔ میرے دوست کے مقابلے میں تو چاند اور سورج کی بھی کوئی حیثیت نہیں ہے اور وہ چہرہ کہاں ہے جو اس کے چہرہ کی طرح چمک دمک رکھتا ہو اور وہ باغ کہاں ہے جس میں میرے دوست کی طرح بہار آئی ہو۔

فرمایا کہ: ’’اس مقام میں مجھ کو یاد آیا کہ ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔ اُسی رات خواب میں دیکھا کہ آب زُلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد کی طرف بھیجی تھیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور ایسا ہی عجیب ایک اور قصہ یاد آیا ہے کہ ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنے یہ تھے کہ ملاء اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں یعنی ارادہ الٰہی احیاء دین کے لئے جوش میں ہے۔ لیکن ہنوز ملاء اعلیٰ پر شخص مُحیی کی تعیین ظاہر نہیں ہوئی۔ اس لئے وہ اختلاف میں ہے‘‘۔ یعنی اللہ تعالیٰ دین کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے جوش میں ہے لیکن وہ جو زندہ کرنے والا ہے اس کا تعین نہیں ہوا کہ وہ کون ہو گا’’ اسی اثناء میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک مُحیی کی تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارے سے اس نے کہا کہ ھٰذَا رَجُلٌ یُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھتا ہے۔‘‘ جس نے دوبارہ دین کا احیاء کرنا ہے یہ وہ شخص ہے۔ جو آنحضرت ﷺ سے محبت کرتا ہے اس سے زیادہ اور کوئی محبت نہیں کرتا۔’’ اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرط اعظم اس عہدہ کی محبت رسول ہے‘‘۔ یعنی احیاء دین کے لئے جو شرط ہے وہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں ہو۔’’ تو وہ اس شخص میں متحقق ہے‘‘۔ اور اسی شخص میں پائی جاتی ہے۔’’ اور ایسا ہی الہام متذکرہ بالا میں جو آل رسول پر درود بھیجنے کا حکم ہے سو اس میں بھی یہی سر ہے کہ افاضہ انوار الٰہی میں محبت اہل بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے‘‘۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے جو فیض ہیں ان کو حاصل کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت سے بھی محبت ہونی چاہئے۔’’ اور جو شخص حضرت احدیت کے مقربین میں داخل ہوتا ہے وہ انہی طیبین، طاہرین کی وراثت پاتا ہے اور تمام علوم و معارف میں ان کا وارث ٹھہرتا ہے۔ اس جگہ ایک نہایت روشن کشف یاد آیا اور وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ نماز مغرب کے بعد عین بیداری میں ایک تھوڑی سی غَیبت حس سے جو خفیف سے نشاء سے مشابہ تھی ایک عجیب عالم ظاہر ہوا‘‘۔ یعنی بیداری کے عالم میں اونگھ کی سی کیفیت تھی۔ اس میں اس طرح ہوا’’ کہ پہلے یک دفعہ چند آدمیوں کے جلد جلد آنے کی آواز آئی‘‘ جیسی بہ سرعت چلنے کی حالت میں پاؤں کی جوتی اور موزہ کی آواز آتی ہے۔ پھر اسی وقت پانچ آدمی نہایت وجیہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آ گئے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت علیؓ و حسنینؓ و فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اور ایک نے ان میں سے اور ایسا یاد پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہایت محبت اور شفقت سے مادر مہربان کی طرح اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا‘‘۔ اب اس پر بھی بعض مخالفین کو اعتراض شروع ہو جاتا ہے کہ سر ران پر رکھنے سے۔ اپنی ذہنی حالت کا دراصل وہ اظہار کر رہے ہوتے ہیں۔ کہ اتنا غلط مطلب نکالتے ہیں کہ شرم آتی ہے۔ کوئی مسلمان کہلانے والا ایسی باتیں نہیں کر سکتا۔ آپ فرما رہے ہیں کہ’’ مادر مہربان کی طرح‘‘۔ اب ماں کے مقام کی جو مثال ہے اس کے بارے میں بھی جو غلط سوچ رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے حال پر رحم کرے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ اور پھر یہ ہے کہ یہ فرمایا ہے کہ سامنے آ کر کھڑے ہو گئے جس طرح بچہ کو ساتھ چمٹا لیتے ہیں۔ چمٹا لیا ساتھ۔ تو فرمایا کہ’’ مادر مہربان کی طرح اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا۔ پھر بعد اس کے ایک کتاب مجھ کو دی گئی جس کی نسبت یہ بتلایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جس کو علی نے تالیف کیا ہے۔ اور اب علی وہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک‘‘۔

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 597-599 حاشیہ)

پس دیکھیں اس عاشق صادق اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند کی محبت جو آپ کو اپنے آقا اور محبوب سے تھی کہ بے انتہا درود بھیجا کرتے تھے جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے نوازا جیسا کہ اس سے ظاہر ہے۔

پس آج ہمیں بھی اس محبت کے نمونے قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ دنیا کو جلد سے جلد اس آقا کی غلامی میں لا سکیں جو تمام دنیا کے لئے مبعوث ہوا ہے تا کہ دنیا میں امن اور محبت کی فضا پیدا ہو۔

اب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت اور آپ کے لئے غیرت کی چند اور مثالیں جو روایات ہیں بچوں کی اور دوسری پیش کرتا ہوں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ جو آپ کے مجھلے بیٹے، دوسرے بیٹے تھے فرماتے ہیں کہ: ’’یہ خاکسار حضرت مسیح موعود کے گھر میں پیدا ہوا اور یہ خدا کی ایک عظیم الشان نعمت ہے جس کے شکریہ کے لئے میری زبان میں طاقت نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ میرے دل میں اس شکریہ کے تصور تک کی گنجائش نہیں۔ مگر مَیں نے ایک دن مر کر خدا کو جان دینی ہے مَیں آسمانی آقا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میرے دیکھنے میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پر بلکہ محض نام لینے پر ہی حضرت مسیح موعود کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلّی نہ آ گئی ہو۔ آپ کے دل و دماغ بلکہ سارے جسم کا رُوواں رُوواں اپنے آقا حضرت سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے معمور تھا‘‘۔

(سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 26-27)

اعلیٰ معیار کی ضامن
چناب سویٹس
ہمارے ہاں ہر قسم کی مٹھائیاں، سموسے، پکوڑے
آرڈر پر بھی تیار کئے جاتے ہیں۔
بلجیم، ہالینڈ کے لئے بڑے آرڈر پر سپلائی کا انتظام بھی موجود ہے
Chanab Sweets
Bieberer Str. 165-63179 Obertshausen
Germany
Tel: 06104 800612 Fax: 06104 409347
Mobile: 0162 8909960

Jalebe

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TEL: 020 8553-3611

پھر ایک اور واقعہ کا ذکر کرتے ہیں کہ: ’’ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مکان کے ساتھ والی چھوٹی سی مسجد میں جو مسجد مبارک کہلاتی ہے اکیلے ٹہل رہے تھے اور آہستہ آہستہ کچھ گنگناتے جاتے تھے اور اس کے ساتھ ہی آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی تار بہتی چلی جا رہی تھی۔ اس وقت ایک مخلص دوست نے باہر سے آکر سنا تو آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت حسانؓ بن ثابت کا ایک شعر پڑھ رہے تھے جو حضرت حسانؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر کہا تھا اور وہ شعر یہ ہے

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

یعنی اے خدا کے پیارے رسول تو میری آنکھ کی پتلی تھا جو آج تیری وفات کی وجہ سے اندھی ہوگئی ہے اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے تو صرف تیری موت کا ڈر تھا جو واقع ہوگئی۔

راوی کا بیان ہے کہ جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس طرح روتے دیکھا اور اس وقت آپ مسجد میں بالکل اکیلے ٹہل رہے تھے تو میں نے گھبرا کر عرض کیا کہ حضرت یہ کیا معاملہ ہے اور حضور کو کونسا صدمہ پہنچا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا میں اس وقت حسانؓ بن ثابت کا یہ شعر پڑھ رہا تھا اور میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہو رہی تھی کہ کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا‘‘۔

(سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے۔ صفحہ 27-28)

تو یہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت آپ کو۔ یہ کھوکھلے نعرے، دعوے اور تحریریں نہیں تھیں۔ آج مخالف اٹھ کے یہ کہہ دیتے ہیں کہ آپ تو نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو کم رہے ہیں۔ آج اگر اس مقام کو کسی نے پہچانا ہے اور اس کو بلند کرنے کی کوشش کی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی غیرت رکھی ہے تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی غیرت کا ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میری عمر اس وقت 17 سال کی تھی کہ کسی جلسہ میں بھیجا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک وفد کی صورت میں۔ فرمایا میری عمر اس وقت 17 سال کی تھی مگر وہاں مخالفین نے کچھ باتیں کیں۔ فرمایا کہ میں اس بدگوئی کو سن کر برداشت نہ کر سکا اور میں نے کہا کہ میں تو ایک منٹ کے لئے بھی اس جلسہ میں نہیں بیٹھ سکتا میں یہاں سے جاتا ہوں۔ اکبر شاہ صاحب نجیب آبادی مجھے کہنے لگے کہ مولوی صاحب تو یہاں بیٹھے ہیں اور آپ اٹھ کر باہر جا رہے ہیں۔ اگر یہ غیرت کا مقام ہوتا تو کیا مولوی صاحب کو غیرت نہ آتی۔ میں نے کہا کچھ ہو مجھ سے تو یہاں بیٹھا نہیں جاتا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ سخت کلامی مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتی۔ وہ کہنے لگے کہ آپ کو کم سے کم نظام کی اتباع تو کرنی چاہئے۔ مولوی صاحب اس وقت ہمارے لیڈر ہیں اس لئے جب تک وہ بیٹھے ہیں اس وقت تک نظام کی پابندی کے لحاظ سے آپ کو اٹھ کر باہر نہیں جانا چاہئے۔ ان کی یہ بات اس وقت کے لحاظ سے مجھے معقول معلوم ہوئی اور میں بیٹھ گیا۔ جب یہ وفد واپس قادیان پہنچا اور حضرت اقدس کی خدمت میں اس جلسہ کی رپورٹ پیش کی تو حضور کو اس قدر رنج پہنچا کہ الفاظ میں اسے بیان کرنا مشکل ہے۔ جو صحابہ اس موقع پر موجود تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اقدس کی زبان پر فیض ترجمان سے بار بار یہ الفاظ نکلتے تھے کہ ’’تمہاری غیرت نے یہ کیسے برداشت کیا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف گالیاں سنتے رہے۔ تم لوگ اس مجلس سے فوراً اٹھ کر باہر کیوں نہ آ گئے‘‘۔ (حیات نور صفحہ 308) تو یہ ہے آپ کی تعلیم، آپ کے دلی جذبات اور آپ کا عملی نمونہ آنحضرت ﷺ کی محبت میں سرشار ہونے کا اور آپ کی خاطر غیرت دکھانے کا۔

یہ چند مثالیں میں نے دی ہیں ورنہ بے شمار مثالیں ہیں۔ اور یہی نمونے قائم کرنے کی آپ نے اپنی جماعت سے امید رکھی ہے۔ اور نصیحت فرمائی ہے۔ آج مخالفین اعتراض کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک عزت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ان مخالفین کو اس کے علاوہ کیا کہا جا سکتا ہے کہ تمہاری عقلوں اور آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں اس لئے تمہیں کچھ نظر نہیں آ رہا۔ آج تمہارے پاس طاقت ہے تو تم جو چاہو کرنے یا کہنے کی کوشش کرو، کرتے رہو، کہتے رہو۔ مولوی کی آنکھ پر پردے تو پڑے ہوئے تھے ہی اور ہیں ہی۔ ان کا کام تو صرف فساد اور نفرتیں پھیلانا ہی ہے افسوس تو اس بات کا ہوتا ہے کہ پڑھا لکھا طبقہ بھی باوجود جاننے کے اور ذاتی مجالس میں اس کے اظہار کے پھر بھی کھلے عام یہ اعتراف نہیں کرتے کہ جماعت احمدیہ ہی ہے جو سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والی ہے اور آپ کی تعلیم کی پیروی کرنے والی ہے۔ اِکّا دُکّا آپ کو ملیں گے، آپ کے دوست ہوں گے، یہی اعتراف کریں گے۔ لیکن اس علم کے باوجود کبھی کھل کے نہیں کہہ سکتے۔ اور جیسا کہ میں کہا، بعض دفعہ اظہار ہو چکا ہے، اور اس اظہار کے باوجود، 1974ء میں قومی اسمبلی نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا جو قانون پاس کیا تھا اس کے بارہ میں بھی اظہار ہوتا ہے کہ یہ غلط تھا۔ اور اس وقت مُلّاں کو خوش کرنے کے لئے یا جو بھی مقاصد تھے اس زمانے کی حکومت کے ان کو پورا کرنے کے لئے جو قدم اٹھایا گیا تھا اس سے سوائے ملک میں بدامنی اور بے چینی کے ملک کو کچھ اور نہیں ملا، بے چینی اور بدامنی ضرور ملی ہے۔ یہ اظہار کرتے ہیں غیر بھی۔ پھر بھی مُلّاں کے پیچھے چلتے ہیں۔ بہر حال اس وقت تو میں اس کی تفصیل نہیں بتا رہا۔

ایک قانون کا ذکر یہاں کرنا ہے جو چند سال سے بنا ہوا ہے پاکستان میں۔ ہتک رسول کا قانون ہے۔ اور مُلّاں کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ کسی طرح احمدیوں کو اس قانون کے تحت پھنسایا جائے اور الزام لگایا جائے اور بعض بظاہر جو بڑے پڑھے لکھے کہلاتے ہیں۔ پڑھے لکھے سے مراد ہے بظاہر پڑھے لکھے۔ ہیں تو پڑھے لکھے، ہی قانون دان ہیں، حکومتوں کے جج ہیں۔ یہ مولوی کے ڈر سے یا اللہ کے خوف کی کمی کی وجہ سے یا جو بھی وجہ ہو احمدیوں کو اس ہتک رسول کے الزام کے تحت سزا دے دیتے ہیں، بغیر تحقیق کے کہ حقائق کیا ہیں۔ باوجود یہ پتہ ہونے کے کہ مولوی جھوٹ بھی بولتا ہے اور جھوٹی گواہیاں بھی دلواتا ہے احمدی کے خلاف فیصلہ سنا دیتے ہیں۔ ابھی گزشتہ دنوں ہی ایک احمدی کو جنہوں نے چند سال ہوئے بیعت کی تھی، نوجوان آدمی تھا اس کے خلاف گاؤں کے ایک مولوی نے ایف آئی آر کٹوائی کہ یہ میرے پاس مسجد میں آیا تھا اور ایک دو سوالوں کے بعد کہا کہ تمہارا نبی جھوٹا ہے۔ نعوذ باللہ۔ اور الفاظ بھی کیسے لکھتے ہیں ایف آئی آر اس وقت میرے پاس ہے ان کی حالت دیکھیں۔ کہ میں فلاں جگہ کا مولوی ہوں اور میرے پاس فلاں فلاں آدمی موجود تھے کہ اقبال ولد فقیر محمد قوم فلاں جو احمدی فرقہ سے تعلق رکھتا ہے اچانک میرے پاس آیا اور مجھے مخاطب ہو کر سوال کیا کہ آپ کا کیا مذہب ہے تو میں نے اسے جواب دیا کہ اللہ پاک کی وحدانیت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والے اور ان کے علاوہ پیروں فقیروں کو بھی ماننے والا ہوں۔ ان کو تو کم مانتے ہیں پیروں فقیروں کو زیادہ مانتے ہیں۔ تو دوبارہ اس نے سوال کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بتلائیں۔ تو میں نے اسے کہا کہ تم کسی عالم دین کے پاس چلے جاؤ اگر آپ کو کوئی مسئلہ ہے وہ آپ کو مسئلہ حل کر دیں گے تو اقبال مذکور اس احمدی نے کہا کہ آپ کا نبی جھوٹا ہے اور یہ فلاں فلاں نے بات سنی اور وہ دوڑ گیا۔ یعنی کوئی سر پیر نہیں ہوتا ان کی باتوں کا کہ خود جا کے کہا کہ مجھے مارو۔ اتنے بے وقوف نہیں ہیں احمدی۔ ایک تو محبت کا تقاضا ہے ایسی بات کہہ نہیں سکتے۔ اگر دنیاداری کی نظر سے دیکھا جائے تو کوئی پاگل ہی ہوگا جو ایسی بات کہے گا۔ تو بہر حال جیسا کہ میں نے کہا ہے جج صاحب نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ اس بے چارے کو عمر قید کی سزا سنا دی اور دس ہزار روپے جرمانہ۔ تو جیل میں ہے آج کل۔

ایسے لوگوں سے انصاف کی کیا توقع کی جا سکتی ہے۔ ہم نے تو اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنا ہے اسی سے مانگنا ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور ہماری مدد کو آئے گا اور جو ہمارے اسیران ہیں ان کو خود احساس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح جیل میں مدد فرما رہا ہوتا ہے۔ باوجود تنگی کے کبھی احساس نہیں ہو رہا ہوتا ایسے ایسے فضل ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تو مدد کو انشاء اللہ آنا ہے اور آئے گا۔ ججوں کو بھی جو فیصلے سنانے والے ہیں ان کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ان کے اوپر ایک احکم الحاکمین ہے جو بغیر کسی جنبہ داری کے انصاف کے تقاضے پورے کرتا ہے۔ تم لوگ کسی مظلوم کو سزا تو دے سکتے ہو۔ لیکن ٹھیک ہے اس کے پاس اختیار نہیں ہے، کچھ نہیں کر سکتا، لیکن اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بہر حال نہیں بچ سکتے۔ اب بعض مولوی بڑی فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بڑا حوصلہ دکھاتے ہوئے احمدیوں کو کہتے ہیں، بعض اخباروں میں بھی آ جاتا ہے، تقریریں بھی کرتے ہیں کہ اگر تم احمدیت سے منحرف ہو جاؤ، حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو چھوڑ دو تو ہم تمہیں سب سے بڑا عاشق رسول سمجھیں گے اور اپنے سینے سے لگائیں گے۔ ان عقل کے اندھوں سے کوئی پوچھے کہ تمہیں کیا پتہ کہ عشق رسول کیا ہوتا ہے۔ جس شخص کو تم چھوڑنے کے لئے کہہ رہے ہو اسی سے تو ہم نے عشق رسول کے اسلوب سیکھے ہیں۔ عشق رسول کی پہچان تو ہمیں آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے ملی ہے۔ ان کو چھوڑ کر ہم تمہارے پاس آئیں جن کے پاس سوائے گالیوں کے اور غلیظ ذہنیتوں کے اور ہے ہی کچھ نہیں۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ ان باتوں سے بھری پڑی ہے کہ جب بھی عشق رسول کے اظہار اور غیرت دکھانے کا معاملہ آیا احمدی ہمیشہ صف اول میں رہا، اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ رہے گا۔ پرانے زمانے میں مذہبی اختلاف کے باوجود کچھ شرافت تھی، کچھ قدریں تھیں۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے اگر

M. S. DOUBLE GLAZINGLTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly Quote Please Contact : Muhammad Sajid Qamar
Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

بقیہ:خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 4

تامیں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہو جائے۔ میں تیرے وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما اور دنیا و آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین‘‘۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 103)

پھر اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے میں، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے میں، حقوق العباد بھی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو یہ بات پسند ہو کہ اس کی عمر لمبی ہو اور اس کے رزق میں فراخی ہو اور بری موت سے اس کو بچایا جائے۔ تو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے اور صلہ رحمی کرے۔

(مسند احمد مسند العشرۃ المبشرین بالجنۃ)

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت اس معاشرے میں آپس کی رشتہ داریاں اور تعلقات بھی ہیں۔ ماں باپ ہیں رشتہ داریوں میں بھائی ہیں ان کے حقوق کی ادائیگی ہے۔ ماں باپ کی خدمت کا حکم ہے۔ بہن بھائیوں سے اچھے سلوک کا حکم ہے۔ عزیزوں رشتہ داروں سے حسن سلوک کا حکم ہے۔ ہمسایوں سے اچھے سلوک کا حکم ہے۔ بیوی اور اس کے قریبی عزیزوں سے صلہ رحمی کا حکم ہے تا کہ آپس میں پیار محبت بڑھے۔ آپس میں ایک حسین معاشرہ قائم کرنے کی توفیق ملے۔ پس وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان لیا اور اس طرح سے اللہ تعالیٰ کے رسول کے حکم پر عمل کر لیا اس لئے ہم جماعت میں شامل ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے والوں میں شمار ہونے لگے۔ لیکن عمل ان کے یہ ہیں کہ اپنے عزیزوں سے، رشتہ داروں اور بیویوں کے رشتہ داروں کے حقوق ادا نہیں کر رہے ہوتے تو وہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے والے نہیں ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا تو یہی حکم ہے کہ آپس کے رحمی رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو۔ خاوند بیویوں کے حقوق ادا کریں اور بیویاں خاوندوں کے حقوق ادا کریں اس سے تمہارے گھر بھی قائم رہیں گے اور تمہاری نسلیں بھی بہتر طور پر پروان چڑھیں گی۔ بعض دفعہ معاشرے کا اثر ہو جاتا ہے۔ تو اپنے آپ کو سنبھالنا چاہئے۔ جو ایک عہد ہے ایک بندھن ہے جس کو جوڑا ہے اس کو ذرا ذرا سی باتوں سے اس کو توڑنا نہیں چاہئے۔ بھائی ہیں دوسرے بہن بھائیوں کے حقوق ادا کریں۔ اپنے ہمسایوں کے حقوق ادا کریں جیسا کہ میں نے کہا ایک دوسرے کا خیال رکھنے والے ہوں۔ دلوں کی آپس کی محبت پیدا کرنے والے ہوں۔ آپس میں ایک ہو کر رہنے والے ہوں تبھی اللہ تعالیٰ کی رسّی کو پکڑنے والے ہوں گے اور تبھی اس رسی کے ذریعہ سے آگ کے گڑھے سے نجات پانے والے ہوں گے، اس سے بچائیں جائیں گے اور ہدایت کے رستوں پر چلنے والے ہوں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’تم خدا کی پرستش کرو اور اس کے ساتھ کسی کو مت شریک ٹھہراؤ اور اپنے ماں باپ سے احسان کرو اور ان سے بھی احسان کرو جو تمہارے قرابتی ہیں۔ (اس فقرے میں اولاد اور بھائی اور قریب اور دور کے تمام رشتہ دار آ گئے)۔ اور پھر فرمایا کہ یتیموں کے ساتھ بھی احسان کرو اور مسکینوں کے ساتھ بھی اور جو ایسے ہمسایہ ہوں جو قرابت والے بھی ہوں اور ایسے ہمسایہ ہوں جو محض اجنبی ہوں اور ایسے رفیق بھی جو کسی کام میں شریک ہوں یا کسی سفر میں شریک ہوں، نماز میں شریک ہوں یا علم دین حاصل کرنے میں شریک ہوں اور وہ لوگ جو مسافر ہیں اور وہ تمام جاندار جو تمہارے قبضہ میں ہیں سب کے ساتھ احسان کرو۔ خدا ایسے شخص کو دوست نہیں رکھتا جو تکبر کرنے والا اور شیخی مارنے والا ہو اور جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا‘‘۔ (چشمۂ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 208-209)

پھر فرمایا: ’’میری نصیحت یہی ہے کہ دو باتوں کو یاد رکھو۔ ایک خدا تعالیٰ سے ڈرو دوسرے اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسی اپنے نفس سے کرتے ہو‘ جیسے اپنے آپ سے کرتے ہو۔ ’’اگر کسی سے کوئی قصور اور غلطی سرزد ہو جاوے تو اسے معاف کرنا چاہئے نہ یہ کہ اس پر زیادہ زور دیا جاوے اور کینہ کشی کی عادت بنالی جاوے‘‘۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 69 جدید ایڈیشن)

پھر آپ نے آیت ﴿اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی ......﴾ (النحل: 91) کی تفسیر میں فرمایا کہ: ’’یعنی خدا تم سے کیا چاہتا ہے؟ بس یہی کہ تم نوع انسان سے عدل کے ساتھ پیش آیا کرو‘‘۔ لوگوں سے عدل سے پیش آؤ، انصاف سے پیش آؤ۔ ’’پھر اس سے بڑھ کر یہ کہ ان سے بھی نیکی کرو جنہوں نے تم سے کوئی نیکی نہیں کی۔ پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ تم مخلوق خدا سے ایسی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ کہ گویا تم ان کے حقیقی رشتہ دار ہو جیسا کہ مائیں اپنے بچوں سے پیش آتی ہیں۔ کیونکہ احسان میں ایک خودنمائی کا مادہ بھی مخفی ہوتا ہے اور احسان کرنے والا کبھی اپنے احسان کو جتلا بھی دیتا ہے۔ لیکن وہ جو ماں کی طرح طبعی جوش سے‘‘ فطری جوش سے ’’نیکی کرتا ہے وہ کبھی خودنمائی نہیں کر سکتا‘‘۔ وہ کبھی دکھاوے کی بات نہیں کر سکتا۔ ’’پس آخری درجہ نیکیوں کا طبعی جوش ہے جو ماں کی طرح ہو۔ اور یہ آیت نہ صرف مخلوق کے متعلق ہے بلکہ خدا کے متعلق بھی ہے۔ خدا سے عدل یہ ہے کہ اس کی نعمتوں کو یاد کر کے اس کی فرمانبرداری کرنا۔ اور خدا سے احسان یہ ہے کہ اس کی ذات پر ایسا یقین کر لینا کہ گویا اس کو دیکھ رہا ہے اور خدا سے ﴿اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی﴾ یہ ہے کہ اس کی عبادت نہ تو بہشت کے طمع سے ہو اور نہ دوزخ کے خوف سے بلکہ اگر فرض کیا جائے کہ نہ بہشت ہے اور نہ دوزخ ہے تب بھی جوش محبت اور اطاعت میں فرق نہ آئے‘‘۔

(کشتیٔ نوح۔روحانی خزائن جلد19 صفحہ30-31)

پھر آپؑ نے فرمایا: ’’میں تو بہت دعا کرتا ہوں کہ میری سب جماعت ان لوگوں میں ہو جائے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ اور نماز پر قائم رہتے ہیں اور رات کو اٹھ کر زمین پر گرتے ہیں اور روتے ہیں اور خدا کے فرائض کو ضائع نہیں کرتے اور بخیل اور ممسک اور غافل اور دنیا کے کیڑے نہیں ہیں‘‘۔ کنجوس نہیں ہیں اور دنیا کے کیڑے نہیں ہیں۔ یعنی صرف دنیا پہ گرے ہوئے۔ ’’اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ یہ میری دعائیں خدا تعالیٰ قبول کرے گا اور مجھے دکھائے گا کہ اپنے پیچھے میں ایسے لوگوں کو چھوڑتا ہوں لیکن وہ لوگ جن کی آنکھیں زنا کرتی ہیں اور جن کے دل پاخانہ سے بدتر ہیں اور جن کو مرنا ہرگز یاد نہیں ہے مَیں اور میرا خدا ان سے بیزار ہے۔ میں بہت خوش ہوں گا اگر ایسے لوگ اس پیوند کو قطع کر لیں۔ کیونکہ خدا اس جماعت کو ایک ایسی قوم بنانا چاہتا ہے جس کے نمونہ سے لوگوں کو خدا یاد آوے اور جو تقویٰ اور طہارت کے اوّل درجہ پر قائم ہوں اور جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیا ہو۔ لیکن وہ مفسد لوگ جو میرے ہاتھ کے نیچے ہاتھ رکھ کر اور یہ کہہ کر کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کیا پھر وہ اپنے گھروں میں جا کر ایسے مفاسد میں مشغول ہو جاتے ہیں‘‘۔ ایسی غلط حرکتوں میں مشغول ہو جاتے ہیں ’’کہ صرف دنیا ہی دنیا ان کے دل میں ہوتی ہے‘‘۔ فساد والی حرکتیں۔ ’’نہ ان کی نظر پاک ہے، نہ ان کا دل پاک ہے اور نہ ان کے ہاتھوں سے کوئی نیکی ہوتی ہے اور نہ ان کے پیر کسی نیک کام کے لئے حرکت کرتے ہیں اور وہ اس چوہے کی طرح ہیں جو تاریکی میں ہی پرورش پاتا ہے اور اس میں رہتا ہے اور اسی میں مرتا ہے۔ وہ آسمان پر ہمارے سلسلہ میں سے کاٹے گئے ہیں۔ وہ عبث کہتے ہیں‘‘ فضول کہتے ہیں ’’کہ ہم اس جماعت میں داخل ہیں۔ کیونکہ آسمان پر وہ داخل نہیں سمجھے جاتے‘‘۔

(تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ61-62)

پس چاہئے کہ ہر احمدی اپنی ذمہ داری کو سمجھے۔ ہر کوئی اپنا جائزہ لے۔ کیا اس کے خیال میں اس نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کی ہیں؟ یا پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کا جو عہد کیا ہے وہ اس کو پورا کر رہا ہے؟ کیا وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو نبھاتے ہوئے اللہ کی رسی کو تھامے ہوئے ہے؟۔ اگر اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا نہیں کیں، اگر اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہیں کر رہے تو یہ غلط فہمی ہے کہ ہم نے ہدایت کا راستہ اختیار کر لیا۔ یہ خیال غلط ہے کہ اب ہم ہدایت پا جائیں گے کیونکہ ہم نے مسیح موعود کو مان لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کو بھی پڑھتے ہیں۔ اگر اس پر عمل نہیں کرتے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے تو پھر وہ کاٹے جائیں گے۔ کیونکہ ان پر عمل نہیں کر رہے تو صرف خیال ہے، تصور ہے کہ ہم نے رسی کو پکڑا ہوا ہے جبکہ اس رسی کو نہیں پکڑا ہوا۔

اللہ تعالیٰ سب کو حقیقی معنوں میں اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ سب کے حق میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں قبول ہوں۔ جس طرح کہ آپ نے خواہش کی ہے کہ ایسے لوگ میری جماعت میں شامل ہونے والے ہوں اور ہر ایک کوشش کے ساتھ عبادات کرتے ہوئے نیک اعمال بجا لاتے ہوئے جماعت کے ساتھ جڑا رہے۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ اب دعا کر لیں۔

(دعا کے بعد فرمایا): جلسہ کی حاضری جو امیر صاحب نے بتائی ہے ایک ہزار تین سو ترانوے ہے اور سوئٹزرلینڈ کے علاوہ بارہ ممالک کی نمائندگی ہے۔ پچھلے سال یہ حاضری پانچ سو کے قریب تھی۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

❁❁❁❁❁

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

KENWRIGHT & LYNCH SOLICITORS
& COMMISSIONERS FOR OATHS

Our legal advice includes:

Immigration, Asylum , Nationality ,Work Permits, Business Visas, ECO matters &

Appeals, Conveyancing, Landlord & Tenants, Family & Ancillary matters, Employment .

Contact:

Muzaffar Mansoor, Solicitor & Expert Witness Asylum Cases

Robyn Lynch, Martin Chambers Solicitors.

2 Mitcham Road Tooting Broadway London SW17 0TF

Tel: 020 8767 1211 Fax: 020 8672 0486.

Freephone: 0800 716929

Email: Kenwrightlynch@legaleys.fsnet.co.uk

LEGAL AID FRANCHISE

اسلام کے دفاع کے لئے، آنحضرت ﷺ کے لئے غیرت دکھانے کے لئے کوئی کام ہوا تو غیروں نے بھی اس کا برملا اظہار کیا۔ جماعت کی خدمات کی توصیف و تعریف کی۔ آجکل کے اخباروں کی طرح، لوگوں کی طرح خوف زدہ ہوکر نہیں بیٹھ گئے کہ پتہ نہیں کیا مصیبت آجائے گی ہم پہ اگر ہم نے کچھ کہہ دیا۔ یہ جرأت پاکستان میں تو نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے بنگلہ دیش میں ظاہر ہو رہی ہے۔ ان کے عوام نے بھی دکھائی ہے۔ ان کے سیاسی لیڈروں نے بھی دکھائی ہے ان کے اخباروں نے بھی دکھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے جو اس جرأت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

اس وقت جو واقعہ مَیں بتا رہا ہوں یہ 1927ء میں ایک رسالہ 'ورتمان' نے ایک مضمون لکھا تھا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات کے متعلق بڑی بیہودہ گوئیاں کی تھیں۔ فضول باتیں گندی غلیظ قسم کی۔ تو اس وقت مسلمانوں میں جوش اور غیض غضب بھی تھا لیکن اس کو صحیح راستے پر چلانے والا کوئی نہیں تھا۔ اس وقت تمام مسلمانوں کو توجہ دلانے اور مسلمان لیڈروں کو اکٹھا کر کے اس سلسلہ میں کوشش کرنے کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے انتھک محنت کی، اور مشورے دیئے۔ مسلمانوں کو بتایا کہ جلسہ سے یا تقریروں سے یا بائیکاٹوں سے یا جلوسوں سے یہ مسائل حل نہیں ہوں گے بلکہ عملی ٹھوس قدم اٹھانے ہوں گے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تبلیغ کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ بہرحال یہ ایک لمبی تفصیل ہے۔ آپ کی کوششوں سے بہت سے عملی اقدامات ہوئے۔ عدالت میں پیش ہونے کے لئے عدالت میں یہ کیس بھی چلا اور پیش ہونے کے لئے چوٹی کے مسلمان وکلاء کی جو کمیٹی تھی انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اس معاملے کو اگر کوئی احسن طریق پر اچھے رنگ میں عدالت میں پیش کر سکتا ہے تو وہ چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب ہی ہیں۔ چنانچہ وہ پیش ہوئے اور ان کی کوششوں کو بڑا سراہا گیا اخباروں میں بھی۔ اور اخباروں نے اس کا اظہار بھی کیا۔ تو اس ساری کوشش کا ذکر اس وقت 23 ستمبر 1927ء کی مشرق اخبار نے اس طرح لکھا کہ:

''یہ واقعہ ہے اس پر کوئی پردہ نہیں ڈال سکتا کہ مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے صرف احمدی جماعت ہی اس بات کا دعویٰ کر سکتی ہے کہ اس نے فتنہ ارتداد کا مقابلہ بر حیثیت اچھا کیا اور خوب کیا اور اس سے زیادہ بہتر اور صحیح طریق پر ناموس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے جہاد اکبر بھی کسی دوسری جماعت نے نہیں کیا۔ فرداً من الافراد کا ذکر نہیں۔ کیونکہ حضرت خواجہ حسن نظامی اپنی ذات خاص سے کیا کچھ نہیں کرتے ہیں''۔ ان کا ذکر چھوڑو، چند ایک نے اگر کیا تو۔ کہتا ہے کہ ''یورپ اور افریقہ اور امریکہ میں جو خدمات اسلام یہ جماعتیں کر رہی ہیں ان کا ذکر بے سود ہے۔ ہندوستان میں بھی جو کام ہو رہا ہے اور جیسا ایثار اور ہمت بلکہ اولوالعزمی یہ لوگ دکھا رہے ہیں باعث صد ہزار ممنونیت قوم مسلمہ ہے۔ حال میں صوبہ متوسط کے دارالصدر ناگپور میں اس جماعت کے ایک فرد واحد نے جو ثبوت اپنی ہمت و ایثار کا دیا ہے اس کی مفصّل کیفیت الفضل قادیان نے 17/اگست کو لکھی ہے۔ ایک صاحب ایثار کی کوششیں اور ہمت کا یہ نتیجہ نکلا کہ جلسہ ہوا اور بارش بہت زور شور سے ہوتی رہی۔ پانی میں سب بھیگتے رہے۔ جن کے پاس چھتریاں تھیں چھتریاں اتار دیں اور ریزولیشن پیش کئے، پاس کئے، تقریریں کیں اور ثابت کر دیا کہ مسلمان اپنے پیشوا اور اپنے امام جماعت کے حکم کی تعمیل میں سب کچھ کر سکتا ہے۔ اور اس موقعہ پر قابل تحسین تمام فرقوں کے مسلمان ہیں جنہوں نے اختلاف کو چھوڑ کر خدا کے حکم پر تمسک کیا''، یعنی اکھٹے ہو گئے'' اور رہنمائے اسلام امین کامل صادق پاکباز حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ناموس کی حفاظت کے لئے ایک مرکز پر جمع ہو گئے اور یہی خدا کا حکم ہے۔ قرآن پاک میں برابر اس کی تاکید مسلمانوں کو ہے کہ تفرقہ نہ پیدا کرو۔ فرقہ بندی کو چھوڑ دو اور سب ایک ہو جاؤ گے تو غیر مسلم فرقے تم کو نقصان نہیں پہنچا سکتے''۔ لیکن آج کل اس کے بالکل الٹ کرتے ہیں سارے۔

پھر آگے لکھتا ہے کہ ''ہم جماعت احمدیہ کو مبارکباد دیتے ہیں کہ وہ سچا کام خدمت اسلام کا انجام دے رہی ہے اور اس وقت ہندوستان میں کوئی جماعت اتنا اچھا اور ٹھوس کام نہیں کرتی کہ وہ ہر موقع پر مسلمانوں کو حفاظت اسلام اور بقائے اسلام کے لئے توجہ دلاتی رہتی ہو۔ باوجود اختلافِ عقائد کے ہمارے دل پر اس جماعت کی خدمات کا گہرا اثر ہے۔ اور آج سے نہیں جناب مرزا غلام احمد صاحب مرحوم کے زمانہ سے اِس وقت تک ہم نے کبھی اس کے خلاف کوئی حرف زبان اور قلم سے نہیں نکالا۔''

(اخبار مشرق یکم ستمبر 1927ء بحوالہ جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات صفحہ 57-58 بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 608)

تو یہ تھی ان لوگوں کی شرافت لیکن آج کل کی شرافت گونگی ہے۔ گھروں میں بیٹھ کے بات کر لیں گے باہر نکل کے نہیں کر سکتے۔ تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اور آپ کے لئے غیرت کی ایک مثال ہے جو اسی تعلیم کا نتیجہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دی ہے جو غیروں کو بھی نظر آ رہی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ صرف بات یہ ہے کہ اب اکثر سے شرافت اٹھ گئی ہے۔ اگر شرافت ہو تو آج بھی جو خدماتِ اسلام اور جو کوشش آنحضرت ﷺ کی محبت دلوں میں پیدا کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کر رہی ہے اس کو سمجھتے ہوئے جماعت احمدیہ کی مخالفت کرنے کی بجائے، احمدی پر ہتک رسول کا الزام لگانے کی بجائے، ان خدمات کو سراہیں۔ ان کی تعریف کریں۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری کی وہ مثال قائم کریں جس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ جب مسیح و مہدی کی آمد کی خبر سنو تو اس کو میرا اسلام پہنچاؤ۔ اللہ تعالیٰ ان کی آنکھیں کھولے اور اس قوم کو مولویوں کے چنگل سے نکالے جن کا کام ہی صرف فساد ہے اور خدا کرے کہ حقیقت کو سمجھنے والے بنیں اور حقیقت کے اظہار کی جرأت ان میں پیدا ہو۔ لیکن احمدی کا بھی یہ کام ہے کہ پہلے سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کی مثالیں قائم کرے اور آپ پر درود بھیجے۔ عشق و محبت کی جو تعلیم اور جو مثالیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قائم کر گئے ہیں ان کا کوئی مقابلہ کر ہی نہیں سکتا۔ اور نہ ہی احمدی کے علاوہ اس کا کوئی اظہار کر سکتا ہے۔

پس یہ آج احمدی کا ہی کام ہے کہ اس کا اظہار کریں اور بتائیں دنیا کو۔ افریقہ کے دورے کے دوران ایک ملک میں ایک ایرانی ایمبیسی کے افسر آئے ہوئے تھے بہت شریف النفس انسان تھے بعد میں ایئر پورٹ بھی مجھے چھوڑنے آئے۔ اور کافی دیر بیٹھے رہے۔ باتیں ہوتی رہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق پر بھی بات ہوئی۔ تو اس حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شعر فارسی کا انہیں سنایا کہ

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است ☆ خاکم نثار کوچہ آل محمدؐ است

تو فوراً بڑی دیر تک اس کو دہراتے رہے وہ کہ ایسا شعر تو مَیں نے کبھی سنا ہی نہیں۔ پھر میں نے کہا۔ اس کے باوجود الزام یہی ہے کہ عشق رسول نہیں۔ تو میں نے کہا ایک شعر اور بھی سن لیں۔ آپ نے فرمایا۔

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم ☆ گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

یہ شعر بھی ان کو بڑا پسند آیا۔

پہلے شعر کا مطلب یہ ہے کہ میری جان و دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن پر فدا ہیں۔ اور میری تو خاک بھی آپ کی آل کے کوچہ پر نثار ہے۔ اور دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے عشق کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق ہی ہے۔ اگر یہ عشق کرنا کفر ہے تو میں سب سے بڑا کافر ہوں۔

تو مولوی کو کیا پتہ ان عشق کی باتوں کا۔ بہرحال وہ شریف النفس تھے۔ انہوں نے کہا یہ شعر کہاں ہیں مجھے کتاب دی جائے۔ فارسی کی درثمین ان کو پہنچا دی تھی۔ تو بہرحال شرفاء ہیں۔ لیکن اگر عقل نہیں آتی سمجھ نہیں آتی تو مولوی کو نہیں آئے گی۔ خدا کرے کہ قوم کے لوگوں کو بھی سمجھ آ جائے کہ مولوی نے سوائے فتنہ و فساد کے اور کچھ نہیں پیدا کرنا۔ آج بھی، مَیں پھر کہتا ہوں کہ ہر احمدی کا یہی جواب ہے کہ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا 'گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم'۔ کہ اگر تم اس کو کفر سمجھتے ہو تو پھر ٹھیک ہے ہم کافر ہی ہیں۔ بے شک تم ہتک رسول میں اپنی مرضی سے اسے اندر کر دو۔ لیکن خدا کو پتہ ہے کہ اصل میں یہ ہتک رسول میں سلاخوں کے پیچھے نہیں بلکہ عشقِ رسول میں سلاخوں کے پیچھے ہیں۔

لیکن تم لوگ مسیح موعود کو نہ مان کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے باہر نکل رہے ہو اور ہتک رسول کے اصل میں مرتکب تم لوگ ہو رہے ہو۔ مَیں پھر کہتا ہوں کہ خدا کا خوف کرو۔ اللہ تعالیٰ کی لاٹھی سے ڈرو جو بے آواز ہے۔ جب اللہ تعالیٰ بدلے لینے پہ آتا ہے پھر بہت خطرناک حالات ہوتے ہیں۔ پھر یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ کون بچ گیا اور کون مر گیا۔ بہرحال ان لوگوں کے شر سے اللہ تعالیٰ ہر ملک میں ہر احمدی کو ہر لحاظ سے محفوظ رکھے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا کہ ہر احمدی کا بھی یہ فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے اور پہلے سے بڑھ کر کرنے کی کوشش کرے اور آپ پر درود و سلام بھیجے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔

BELA BOUTIQUE

ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات، فینسی سینڈلز،

مردانہ سوٹ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا

اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)

Tel: 069-24279400 - e:mail- BELAboutique@aol.com

تقریر برموقع جلسہ سالانہ جرمنی 2004ء

اسلام میں تعلیم و تحقیق کی اہمیت

ڈاکٹر سید بشارت احمد - ریجنل امیر کولون - جرمنی

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِينَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ ۔

(الزُّمر:10)

تُو پوچھ کہ کیا وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور وہ جو علم نہیں رکھتے برابر ہو سکتے ہیں؟ یقیناً عقل والے ہی نصیحت پکڑتے ہیں۔

آج سے چودہ سو سال قبل جب کہ دنیا جہالت اور گناہوں کی تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تھی آسمان سے نور کا ایک تخت اُترا اور علم کا ایک سورج طلوع ہوا۔ اور وہ سورج ایسا چمکا کہ صد نیر بیضا نکلا۔ یہی اسلام کا وہ سورج تھا جس نے عرب کو جہالت کے گڑھے سے نکالا۔ وہی عرب جو جہالتوں' برائیوں اور لڑائی جھگڑے کا اکھاڑہ تھا، وہی عرب علم کا گہوارہ بن گیا۔ اور وہی بدّو جن کو معمولی اَخلاق کا بھی علم نہ تھا وہی لوگ معلمِ اَخلاق کہلائے۔ بس پھر کیا تھا۔ یہ نور کا سیلاب بڑھتا چلا گیا اور دنیا کو علم وہنر اور اَخلاق سے آراستہ کرتا چلا گیا۔ اور پھر چشم فلک نے وہ نظارہ بھی دیکھا کہ علم کی شمع مسلمانوں کے ہاتھ میں تھی اور باقی تمام دنیا تاریک و تار تھی۔ چند سو سال پیچھے چلے جائیں تو مغربی دنیا کا بھی وہی حال تھا جو عرب کے جہلاء کا اسلام سے قبل تھا۔ چند سو سال قبل یورپ میں نوّے فیصد لوگ اَن پڑھ اور جاہل تھے۔ جبکہ مسلمان ممالک میں نوّے فیصد لوگ پڑھے لکھے تھے۔ لیکن پھر مسلمانوں پر بدقسمتی سے وہ دور آیا کہ مسلمان فقط نام کے مسلمان رہ گئے اور آہستہ آہستہ تعلیم سے اِس قدر دور ہوئے کہ ہر جہالت ان کے نام سے منسوب ہونے لگی۔ بلکہ اب تو یہ حال ہو گیا ہے کہ ہر برائی، ہر ظلم، ہر شر اور ہر فساد اُن کی طرف منسوب ہونے لگا ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی
وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی
دنیا و دیں میں کچھ بھی لیاقت نہیں رہی
اب تم کو غیر قوموں پہ سبقت نہیں رہی

(درثمین)

اَصدق الصادقین ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق یہ دَور آنا تھا اور مسلمانوں کا یہ حال ہونا تھا مگر یہ دَور مستقل رہنے والا دَور نہیں تھا۔ اسلام کے نور نے پھر چمکنا تھا۔ بلکہ پہلے سے بڑھ کر اور پوری شان کے ساتھ اِس سورج کے دوبارہ طلوع ہونے اور نِصفُ النہار تک پہنچنے کی خبر ہمیں خدا اور خدا کے رسولؐ نے دی اور یہ سب کچھ حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کی روحانی بعثت ثانیہ یعنی امام مہدی اور مسیح موعود علیہ السلام کے دور میں ہونا مقدر تھا۔ اور اُن کے نام سے یہ شمع پھر روشن ہونی تھی اور روشن تر ہوتی چلی جانی تھی اور ہر انسان کے دل میں اِس شمع کو جلنا تھا اور ہر ملک و دَیار کو اِس سے روشن ہونا تھا۔ حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کے اِس روحانی فرزند نے آکر ایک طرف تو علم و معرفت کے خزانے لٹانے تھے۔ اور دوسری طرف اُس نے گداز دل سے خدا کے حضور یہ فریاد کرنی تھی کہ ؎

دن چڑھا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے
اے مرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بے قرار

(درثمین)

یہ مبارک اور عظیم الشان دور شروع ہو چکا اور آنے والا آچکا اور علم و عرفان کے خزانے لٹا چکا۔ ایسے خزانے جو کبھی ختم ہونے والے نہیں۔ یہ سورج طلوع ہو چکا ہے اور آہستہ آہستہ بلند ہو رہا ہے۔ مبارک ہو آپ کو کہ آپ نے یہ دور دیکھا جس کا انتظار کرتے کرتے کروڑوں مر گئے۔ مگر ایک لمحہءِ فکریہ بھی اِس مبارک خبر کے ساتھ ہے۔ وہ یہ کہ ہم اِس روشنی کو پھیلانے کے لیئے کیا کوشش کر رہے ہیں؟۔ اور ہم نے خود اس نور سے کیا استفادہ کیا ہے؟۔ اور اِس نور کو پھیلانے اور اِس شمع سے مزید شمعیں روشن کرنے میں ہماری کوششوں کا کتنا دخل ہے؟۔ اور اس وقتِ خزاں کو بہار میں بدلنے کی ہم نے کتنی کوشش کی ہے؟۔

لطف یہ ہے کہ آدمی عام کرے بہار کو
موجِ ہوائے رنگ میں آپ نہا لیا تو کیا؟

(عبیداللہ علیم)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

''حضرت نبی کریم ﷺ جو کہ اَعلم الناس تھے۔ اُن کو حکم ہوتا ہے کہ ﴿رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا﴾ (طٰہٰ : ۱۱۵) کی دعا کیا کرو۔ یعنی اے اللہ میرے علم کو بڑھا۔ تو پھر کون اُمتی ایسا ہے جو دعوٰی کرے کہ مجھے علم کی، عمل کی۔ مشورہ کی۔ سیکھنے کے۔ سننے کی اور صحبتِ پاک کی ضرورت نہیں ہے۔

(خطبات نور صفحہ 320)

اِرشادِ نبویؐ ہے۔ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَ مُسْلِمَةٍ ۔ (ابنِ ماجہ)

یعنی ہر مسلمان مرد اور عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ علم حاصل کرے۔

اسلام میں حصولِ علم کے لئے انتہائی تاکید کی گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔ علم سیکھو خواہ اسکے لئے تمہیں چین جانا پڑے۔ اُس زمانہ کے حالات کے لحاظ سے چین علوم و فنون کا مرکز تھا مگر عرب سے بہت دور تھا اور اُس کے راستے بھی ایسے مخدوش تھے کہ وہاں تک پہنچنا غیر معمولی اخراجات اور غیر معمولی تکلیف اور غیر معمولی خطرے کا موجب تھا۔ اِس لئے آنحضور ﷺ نے چین کے ملک کو مثال کے طور پر بیان فرما کر دراصل یہ اشارہ فرمایا ہے کہ خواہ تمھیں علم حاصل کرنے کے لئے کتنی ہی دور جانا پڑے اور کیسی ہی تکلیف کا سامنا کرنا پڑے علم وہ چیز ہے جس کے لئے ہر تکلیف اٹھا کر اُسکے حصول کا دروازہ کھولنا چاہئے۔

تاریخ سے ثابت ہے کہ ابتدائی مسلمان آنحضرت ﷺ کی صرف ایک حدیث سننے کے لیے بعض دفعہ سینکڑوں میل کا سفر اور غیر معمولی اخراجات برداشت کر کے صحابہؓ کی تلاش میں پہنچتے تھے۔ چنانچہ جب ایک شخص مدینے سے سینکڑوں میل کا سفر اختیار کر کے آنحضرت ﷺ کے ایک صحابی حضرت ابو درداءؓ کے پاس ایک حدیث سننے کی غرض سے دمشق آیا تو ابو درداءؓ نے اُسے وہ حدیث بھی سنائی اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ارشادِ نبویؐ ہے جو شخص علم حاصل کرنے کی غرض سے کسی رستے کا سفر اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالٰی اُس کے لیے اُس علم کے علاوہ جنت کا راستہ بھی آسان کر دیتا ہے۔ اور فرشتے طالبعلم کے کام پر خوش ہو کر اپنے پَر اُس کے آگے بچھاتے ہیں۔ اور عالم کے لیے زمین و آسمان کے رہنے والے بخشش مانگتے ہیں یہاں تک کہ پانی کی مچھلیاں بھی اُس کے حق میں دعا کرتی ہیں۔ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چاند کی دوسرے ستاروں پر۔ اور علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔ انبیاء روپیہ پیسہ ورثہ میں نہیں چھوڑ جاتے۔ بلکہ اُن کا ورثہ علم و عرفان ہے۔ جو شخص علم حاصل کرتا ہے وہ بڑا نصیبہ اور خیرِ کثیر حاصل کرتا ہے۔ حضورِ پاکؐ نے فرمایا۔ جب تم ریاض الجنۃ یعنی جنت کے باغوں میں سے گزرو تو خوب چرو۔ صحابہؓ نے عرض کیا حضورؐ ریاض الجنۃ سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا علمی مجالس یعنی اُن مجالس میں بیٹھ کر زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرو۔

حضرت اَبُوامامہ باھلیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے حضور دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا۔ اُن میں سے ایک عابد تھا دوسرا عالم۔ اُس پر حضورؐ نے فرمایا عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے ایک معمولی آدمی پر ہے۔ یعنی دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ پھر حضورؐ نے فرمایا۔ اللہ اور اُس کے فرشتے آسمانوں میں رہنے والے اور زمین میں رہنے والے یہاں تک کہ چیونٹی جو بل میں ہے اور مچھلی جو پانی میں ہے یہ سب دُعائیں مانگتے ہیں۔ اُس شخص کے لیے جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا ہے۔ (ترمذی کتابُ العلم)

سچے علم کا وہ مقام تسلیم کیا گیا ہے جو ایمان کے بعد کسی دوسری چیز کو حاصل نہیں۔ پھر یہ ہدایت کی گئی ہے کہ خواہ تمہیں کتنا ہی علم حاصل ہو جائے مزید تعلیم کے حصول کی کوشش کرتے رہو۔ پھر حصولِ تعلیم کو مَردوں تک محدود نہیں کیا گیا بلکہ عورتوں کو بھی اُسی طرح تاکید کی گئی ہے۔ مگر افسوس کہ اِس تاکید کے باوجود آجکل مسلمان مردوں اور عورتوں کا تعلیمی معیار دوسری قوموں کے مقابلہ میں اعلیٰ ہونا تو درکنار بہت ادنیٰ اور پست ہے۔ مسلمانوں کی شرحِ خواندگی دوسری اقوام کے مقابلہ میں سب سے کم ہے۔ دنیا کے عالم ترین مُصلح کی اُمت کا یہ نمونہ یقیناً بے حد قابلِ اَفسوس ہے۔ اور وقت ہے کہ مسلمان اپنے فرض کو پہچان کر دین و دنیا کی تعلیم میں نہ صرف اوّل نمبر حاصل کرنے کی کوشش کریں بلکہ اُس مقام کو پہنچیں جس کی گرد کو بھی کوئی دوسری قوم نہ پا سکے۔

حضرت رسولِ کریمؐ اُمت کی تعلیم کا اتنا خیال رکھتے تھے۔ کہ بدر کی جنگ میں جو کفار قید ہوئے اُن میں سے جو فدیہ ادا نہ کر سکتے تھے آپؐ نے اُن کے لئے یہ شرط لگائی کہ دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں تو اُن کو آزاد کر دیا جائیگا۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ آپ کی دینی تعلیم حاصل کرنے کی لگن ایسی غیر معمولی تھی کہ آپ آنحضرتؐ کے ارشادات سننے کے شوق میں گھر کھانا کھانے بھی نہ جاتے تھے کہ مبادا اُس وقت حضرت نبی کریمؐ کوئی بات ارشاد فرمائیں اور میں محروم رہ جاؤں۔ وہ ابو ہریرہؓ جو آنحضرتؐ کے وصال سے صرف تین سال قبل اسلام لائے تھے دنیا گواہ ہے کہ آپکے ذریعہ روایت کی گئی احادیث کسی بھی اور صحابی سے زیادہ ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''علم و عمل دراصل دو ایسے دائرے ہیں جنہوں نے ہماری زندگی کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ خواہ ان کا تعلق دین سے ہو یا دنیا سے۔ علم اگر بیج کی طرح ہے تو عمل اس کا پھل''۔

پس ہر عمر میں علم سیکھنے کی تڑپ اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے۔ جب تک انسانی قلب میں علوم حاصل کرنے کی ہر وقت پیاس نہ ہو اُس وقت تک وہ کبھی ترقی حاصل نہیں کر سکتا۔

آنحضرتؐ کو غارِ حرا میں پہلی وحی میں ہی یہ پیغام ملا۔ ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ﴾۔

(علق: ۲)

اِقراء کے پُرشوکت کلام سے شروع ہونے والی بابرکت تحریک بظاہر ایک ایسی جگہ شروع ہوئی جہاں اس کے برگ و بار لانے کی امید بہت کم تھی۔ سرزمین عرب اپنی تعلیمی قابلیت کے لحاظ سے کوئی اچھی شہرت نہیں رکھتی تھی۔ عربوں کی اخلاقی اور روحانی اقدار قابلِ شرم تھیں۔ مگر آنحضرتؐ کی قیادت و رہنمائی میں خدائی تائید و نصرت اور قرآنی تعلیم کی برکت سے سرزمین عرب کے بدّو دنیا بھر کے رہنما بن گئے۔

اقرأ کے پرشوکت کلام کی تجلّی کے طفیل احمدیت نے بھی ہر میدان میں کامیابیوں کی شاندار مثالیں قائم کی ہیں۔ تعلیم تبلیغ اور تربیت میں ہماری عاجزانہ مساعی کو اللہ تعالیٰ نے عظیم نتائج سے نوازا اور ترقیات کا یہ سلسلہ نہ صرف جاری ہے بلکہ آگے سے آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ موجودہ حالات میں پاکستان۔ بنگلہ دیش اور ہندوستان سے بہت بڑی تعداد میں احمدیوں کو ترکِ وطن کر کے جرمنی، انگلستان، امریکا اور دوسرے مغربی ممالک میں منتقل ہونا پڑا۔ ہجرت کے بعد کی مشکلات اور بے وطنی کی پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑا۔ یہاں آکر جس امر سے سب سے پہلے واسطہ پڑتا

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398

ہے وہ ایک مختلف زبان کا مسئلہ ہے۔ کیونکہ باہر سے آنے والوں کو یہاں کی زبان بالکل نہیں آتی اور سیکھنے کی عمر سے عام تأثر اور خیال کے مطابق آگے نکل چکے ہوتے ہیں۔ نوجوانوں نے بالعموم اس چیلنج کا مقابلہ کیا اور اِس پر کافی حد تک غلبہ پالیا۔

خدا کے فضل سے ہماری جماعت خلافت کے انعام سے سرفراز ہے۔ ہماری تنظیم قابلِ رَشک ہے اور ہماری تعلیمی روایات نہایت ہی اعلیٰ ہیں۔ برصغیر میں عورتوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ مگر ہماری جماعت کی عورتیں علمی لحاظ سے مردوں سے بھی آگے رہی ہیں۔ مجلس خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کے لائحہ عمل میں علمی ترقی کے راہ نما اصول موجود ہیں۔ اِس وجہ سے ہمارے نوجوانوں کو اِس میدان میں سب سے آگے ہونا چاہئے اور مختلف یونیورسٹیوں اور علم کی مختلف شاخوں سے پوری طرح استفادہ کرتے ہوئے ہر شعبہء علم میں سب سے آگے ہونا چاہئے۔ ہمارے نوجوانوں میں کوئی بیکار اور وقت ضائع کرنے والا اور ماں باپ اور جماعت پر بوجھ بننے والا نہ ہو۔ بلکہ ہر شعبہء تعلیم اور ہر میدانِ عمل میں ہمارے نوجوان ماہرانہ صلاحیتوں کے مالک اور قائدانہ صلاحیتوں سے مالا مال ہوکر جماعتی روایات کو چار چاند لگانے والے ہوں۔

محترم ڈاکٹر عبد السلام صاحب نے فزکس میں نوبل انعام حاصل کر کے اپنے خاندان، اپنے ملک، قوم اور جماعت کے نام کو روشن کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ: ”مجھے ہزاروں عبد السلام چاہئیں“۔ اِس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے ہزاروں نوجوان مغربی ممالک کی یونیورسٹیوں میں زیرِ تعلیم ہیں۔ اور اِس مقصد کا حصول ناممکن نہیں رہا۔ ہمیں چاہئے کہ توجہ، محنت اور لگن سے مسابقت کے اِس میدان میں بھی اپنے جھنڈے گاڑ دیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

﴿اَ فَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ ـ وَ اِلَی السَّمَآءِ کَیْفَ رُفِعَتْ ـ وَ اِلَی الْجِبَالِ کَیْفَ نُصِبَتْ ـ وَ اِلَی الْاَرْضِ کَیْفَ سُطِحَتْ﴾۔ (الغاشیہ: ۱۸۔تا ۲۱)

کیا وہ بادلوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے پیدا کئے گئے؟۔ اور آسمان کی طرف کہ اُسے کیسے رِفعت دی گئی؟۔ اور پہاڑوں کی طرف کہ وہ کیسے مضبوطی سے گاڑے گئے؟۔ اور زمین کی طرف کہ وہ کیسے ہموار کی گئی؟۔

پھر ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

﴿اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِاُولِی الْاَلْبَابِ﴾۔ (اٰل عمران: ۱۹۱)

یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ادلنے بدلنے میں صاحبِ عقل لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

یعنی انسان کو چاہئے کہ فطرت کے قوانین کو سمجھنے کی کوشش کرے۔ اور اُن کی تلاش طبیعات، حیاتیات، طب اور ہیئت کے مشاہدات میں کرے۔ انسان کو اِسی لیئے عقل دی گئی ہے کہ وہ فطرت کے سربستہ راز کھولنے میں کوشاں رہے اور تحصیلِ علم کو اپنی روز مرّہ زندگی کا حصہ بنالے۔

آج علمی میدان میں اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کے لیے ایک نہیں ہزاروں عبدالسلام مطلوب ہیں۔ پس احمدی نوجوانوں کو چاہئے کہ دن رات محنت کریں اور خلیفۂ وقت کی دعاؤں سے حصہّ پاتے ہوئے علم کے ہر میدان میں آگے بڑھیں۔ اسلام کے آغاز میں خدا، رسول اور قرآن سے پیار کرنے والے بے شمار لوگ گزرے ہیں جنھوں نے خدا کی صفات کا علم حاصل کرنے کے لیے ہر قسم کے علوم کو سیکھا، اُن کو ترقی دی اور اُن کے ذریعہ خدا کے بندوں کی خدمت کی۔ سائنسی علوم کی ترقی اسلام کی پہلی صدی میں شروع ہوئی۔ اُس دوران بڑے بڑے لائق مسلمان سائنسدان پیدا ہوئے جنھوں نے اپنی محنت اور خدا داد صلاحیتوں سے علوم میں کمال حاصل کیا اور ساری دنیا سے اپنے علم کا لوہا منوایا۔ مسلمانوں نے متواتر کئی سو سال علمی دنیا کے استاد اور لیڈر بن کر خدا کے بندوں کی بے لوث خدمت کی اور اپنے پیچھے کتابوں کی شکل میں علم کے بے شمار خزانے چھوڑے جن سے ماہرین آج بھی رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ لیکن اسلام کی عظمت کو دوبارہ بحال کرنے کے لیے اُن جیسے مسلمان سائنس دانوں کا کثرت سے پیدا ہوتے رہنا ضروری ہے۔ آج اِس ضرورت کا احساس صرف جماعت احمدیہ کو ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے ذریعہ یہ انقلاب لانا چاہتا ہے۔

ہماری کوشش تو یہ ہونی چاہئے کہ علمی دنیا میں سب سے زیادہ اور نمایاں حیثیت رکھنے والے احمدی ہوں۔ اور ہماری علمی حیثیت ایسی ہو کہ دوسرے لوگ ہم سے استفادہ کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ اِس زمانے کے مناسبِ حال ہتھیار یہی ہے کہ کامل اور صحیح علم کی زبردست طاقت اور تقریر اور قوتِ بیان اور عجیب در عجیب پیرایوں سے اپنے خیالات کو مدلّل کر کے اپنے دشمنوں پر حجت پوری کرنے کے زبردست اور تیز ہتھیاروں کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ قران مجید میں فرماتا ہے۔

﴿لَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ خَشْیَةَ اِمْلَاقٍ﴾۔ (بنی اسرائیل: ۲۳)

یعنی تم مفلِسی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل مت کرو۔

حضرت فضلِ عمرؓ فرماتے ہیں:۔

”قتل سے مراد اَخلاقی اور روحانی قتل بھی ہوسکتا ہے کہ روپیہ خرچ کرنے کے ڈر سے اچھی تعلیم نہیں دلواتے اور گویا بچہ کی اخلاقی اور روحانی موت کا موجب ہوجاتے ہیں“۔

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

جتنا کوئی زیادہ غور وفکر سے کام لیتے ہوئے علم حاصل کرنے کی سعی کرے گا اتنے ہی زیادہ گوہرِ آبدار اُسے حاصل ہوں گے۔ علمی ترقی جو دراصل اجتماعی ترقی کے لیے بطور بنیاد ہوتی ہے۔ اِس طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

”درحقیقت زندہ قوم کی علامت یہی ہے کہ اُس کے اندر اِس قدر علماء کی کثرت ہوتی ہے کہ کسی ایک کے فوت ہونے پر اُسے ذرا بھی احساس نہیں ہوتا کہ اب کام کس طرح چلے گا؟ کسی قوم کی زندگی کی یہ علامت ہے کہ اُس میں علم کی کثرت ہو۔ اُس میں علماء کی کثرت ہو۔ اُس میں ایسے نفوس کی کثرت ہو جو قوم کے سرکردہ افراد کے مرنے پر اُسی وقت ان کی جگہ پُر کرنے کے لیے تیار ہوں۔ ہمارے لیے خطرہ کی بات یہ ہے۔ کہ کسی وقت جماعت بحیثیت جماعت مر جائے اور ایک عالم کی جگہ دوسرا عالم ہمیں دکھائی نہ دے۔ پس اپنے آپ کو اُس مقام پر لاؤ اور جلد جلد ترقی کی طرف اپنے قدموں کو بڑھاؤ۔

(رپورٹ مجلسِ مشاورت۔۱۹۴۴)

حضرت مصلح موعودؓ لجنہ سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”تعلیم و تربیت کا کام معمولی نہیں۔ تمہیں خود علم ہوگا تو دوسروں کو سکھاؤ گی۔ اِس لیے تم پہلے خود تعلیم حاصل کرو۔ تا اپنی اولادوں کی صحیح معنوں میں تربیت کر سکو۔ تم لوگوں کا فرض ہے کہ جس قدر جلدی ہو سکے اپنی تعلیم و تربیت کا خیال کرو۔ اگر اپنی تعلیم کی طرف توجہ نہیں کرو گی تو قوم درست نہیں ہوگی۔ اور یقیناً سلسلہ کی جو خدمت تمھارے ذریعہ ہوسکتی ہے وہ معمولی خدمت نہیں۔ وہ تم سے نہیں ہو سکے گی۔ الغرض ماؤں کی یہ ذمہ داری جہاد کی ذمہ داری سے کچھ کم نہیں۔ اگر بچوں کی تعلیم و تربیت اچھی ہو۔ تو قوم کی بنیاد مضبوط ہوتی ہے۔ اور قوم ترقی کرتی ہے۔ قوم کی ترقی اور تباہی کا دارو مدار قوم کی عورتوں پر ہے۔ تم اپنی اِس اہم ذمہ داری کو معمولی سمجھ کر نظر انداز نہ کرو۔ بلکہ پوری توجہّ سے اِس فریضہ کو ادا کرو۔ آج اسلام پر حملہ اہلِ مغرب کا مذہب نہیں بلکہ اُن کا تمدّن ہے۔ اِس تمدّن نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ بعض بری باتیں بھی اچھی اور بعض اچھی باتیں بھی بری ہوگئی ہیں۔ اگر ہم یورپ والوں سے کہیں کہ اچھی باتیں بھی ہمارے مذہب میں موجود ہیں تو وہ ہم پر ہنسیں گے جب تک ہم ان پر عمل کر کے نہ دکھائیں۔ (ماخوذ لجنہ سے خطاب)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:۔

”جب تک تم مخالف کے مقابلہ میں ہر قسم کے دُنیوی علوم حاصل نہیں کرو گے۔ اور اُن علوم میں اِمتیازی مقام حاصل نہیں کرو گے اُس وقت تک مخالف تمہاری فوقیت کا اقرار نہیں کرے گا۔ تمہیں چاہئے کہ تم دینی علوم کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے دنیوی علوم کے بھی ماہر بنو۔ اور ہر فن میں دوسروں سے آگے نکلنے کی کوشش کرو۔

ایک دفعہ حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکیؓ کسی مباحثہ میں گئے۔ وہاں لوگوں نے تمسخر اور اِستہزاء شروع کر دیا۔ آخر مولوی صاحب کھڑے ہو گئے اور انھوں نے کہا ہنسی اور ٹھٹھے کی کیا ضرورت ہے؟ تمہارا مولوی اگر قرآن کے علم میں مقابلہ کرنا چاہے تو کر لے۔ حدیث میں مقابلہ کرنا چاہے تو کر لے۔ عربی، فارسی اور اردو کی تقریر میں مقابلہ کرنا چاہتا ہے تو کر لے۔ اگر شعر اور ڈھولے بولنا چاہے تو بولے۔ اور اگر اُسے اپنی طاقت پر ناز ہے۔ تو میرے ساتھ بینی (یعنی کلائی) پکڑ لے۔ اُس پر وہ سب خاموش ہوگئے۔

پس دنیا میں ہر فن کے مقابلہ کی مہارت ہونی چاہئے۔ جب تک تم میں ہر قسم کے فنون کے ماہر نہ ہوں تم دوسروں کا کِس طرح مقابلہ کر سکو گے؟ پس اپنی ہمتوں کو بلند کرو اور اگر ایک منٹ بھی تمھارا ضائع ہوجائے تو سمجھو کہ موت آگئی“۔

(مشعلِ راہ جلد ا ۔صفحہ ۵۰۰)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اجتماع اکتوبر ۱۹۷۹ء میں تعلیمی پروگرام پیش فرمایا کہ ہر احمدی بچہ کم از کم میٹرک ضرور پاس کرے۔ غیر معمولی ذہانت اور اعلیٰ صلاحیتوں کے حامل طلباء کو ان کی صلاحیتوں کے مطابق مزید اعلیٰ تعلیم دلانا جماعت کی ذمہ داری ہو گی۔ آپ کے دل میں نئی نسل کے لیے ایک تڑپ تھی کہ یہ تعلیم اور اخلاق میں دوسروں سے ہر جہت اور ہر لحاظ سے آگے نکلیں۔ اِس جذبہ سے بچوں اور نوجوانوں کے لیے تعلیم و تربیت میں دلچسپی اور ترقی کے لیے انعامات اور ذاتی خط و کتابت کی مختلف سکیموں کا اعلان فرمایا اور اُن کی بہبود پر اپنی توجّہ مرکوز کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ بورکینا فاسو سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

”ہر احمدی بچے کا یہ حق ہے کہ وہ تعلیم حاصل کرے۔ اور کوئی بچہ اِس وجہ سے تعلیم نہ چھوڑے کہ اُس کے پاس مالی وسائل نہیں ہیں۔ اگر تعلیم کے حصول میں مالی روک ہو تو مجھے بتائیں۔ انشاء اللہ آپ کو مالی وسائل مہیّا کیے جائیں گے۔ چاہے مشکلات ہوں پھر بھی تعلیم حاصل کرنا لازمی ہے۔ تعلیم حاصل کر کے آپ ملک کی خدمت کر سکتے ہیں اور تبلیغ کا کام کر سکتے ہیں“۔ (الفضل انٹرنیشنل ۱۶ اپریل ۲۰۰۴)

افریقن ممالک میں تعلیم کے حوالہ سے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ تعلیم کی طرف خصوصی توجّہ دیں۔ کیونکہ احمدی بچے کا تعلیمی معیار دوسرے بچوں سے بلند ہونا چاہیئے۔ نیز فرمایا آج کل کمپیوٹر کی تعلیم بہت ضروری ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل ۹ اپریل ۲۰۰۴ء)

پھر حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا:۔

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو علم الٰہی سے جو خزانے عطا ہوئے ہیں اُن خزانوں کی طرف رجوع کریں۔ اُن کو پڑھ کر ہم قران کے علم میں ترقی کر سکتے ہیں اور پھر اُس قرآنی علم سے دنیوی علم اور تحقیق کے راستے کھل جاتے ہیں۔ ہر احمدی محقق جب اپنے دنیوی علم کے ساتھ اِس دینی تحقیق کو ملائے گا تو اُس کے لیے تحقیق کے نئے نئے راستے کھل جائیں گے۔

اِسی طرح حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے طلباء کو اَساتذہ کی عزت کرنے کی نصیحت فرمائی۔

(خطبہ جمعہ ۱۸ جون ۲۰۰۴)

کم ترقی یافتہ ممالک سے طالبعلم زیادہ اخراجات برداشت کر کے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے

لیے یورپ اور امریکہ آتے ہیں۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم اِن ممالک میں رہائش پذیر ہیں اور اِن تمام سہولتوں اور مواقع سے بغیر اضافی اِخراجات کے بھرپور استفادہ کر سکتے ہیں۔ بعض طلباء جو اپنے ملکوں سے تعلیم اَدھوری چھوڑ کر یہاں آتے ہیں اُن کے لیے بھی یہاں پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بھرپور مواقع موجود ہیں۔ شرط یہ ہے کہ ہم نہ صرف یہ کہ یہاں کے نظامِ تعلیم کو اچھی طرح سمجھیں بلکہ تعلیمی میدان میں درپیش مسائل سے بھی آگاہی حاصل کریں تا اپنے بچوں کی بہتر رہنمائی کر سکیں۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ جماعتِ احمدیہ جرمنی میں تعلیم کا شعبہ قائم ہے جو اِس سلسلہ میں آپکی ہر طرح سے رہنمائی کے لیے ہمہ وقت موجود ہے۔ بچوں کی سکول میں کامیابی کے لیے سب سے پہلا اور بنیادی فرض جو والدین پر عائد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ اُن کو سکول میں داخل کروا کے اپنے آپ کو فارغ نہ سمجھ لیں بلکہ شروع سے لے کر اُن کی تعلیم مکمل ہونے تک بھرپور اور فعّال کردار ادا کریں۔

ماہرین کی رائے میں والدین کا ذاتی بہتر نمونہ ان کی اپنی مالی حیثیت اور تعلیمی معیار سے کہیں زیادہ ضروری ہے۔ اور یہ بچوں کی سکول میں کامیابی کے لیے بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اِس لیے والدین کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اِس طور سے اپنے شب و روز گزاریں کہ جس سے بچوں کی شخصیت پر مثبت اثرات مترتب ہوں۔ ہمیں اپنے بچوں کی تعلیم میں ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے اُنکی اِس اہم مقصد کی طرف رہنمائی کرنی چاہیئے۔ کہ بہتر تعلیم نہ صرف اُن کی ذاتی خوشگوار اور پرامن عملی زندگی کے لیے ضروری ہے بلکہ اُس پر ہماری ترقی کا بھی دارومدار ہے۔

میں یہ بتانا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے لیے اِس دَور میں نہ صرف ترقی کی راہیں کھول دی گئی ہیں بلکہ خدا نے محض اپنے فضل سے آسان بھی کر دی ہیں۔ ایک احمدی کو معمولی سی محنت کرنی پڑتی ہے اور خدا تعالیٰ اُس کو کئی گنا پھل لگاتا ہے۔ اُس کی وجہ اِس دور کے امام کی توجّہ اور وہ دعائیں ہیں جنھوں نے آسمان پر اِک شور مچا دیا۔ اور اُس کے نتیجہ میں خدا نے احمدیوں پر فضل و برکت اور علم و معرفت نازل کرنے کا اِن الفاظ میں وعدہ کیا کہ:۔

”میرے فرقہ کے لوگ اِس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے“۔ (تجلّیاتِ الٰہیہ ص ۱۷)

غیروں کو تو انتہائی محنت اور کوشش سے یہ مقام حاصل کرنا پڑتا ہے۔ اور اُن کے ساتھ کامیابی کا کوئی

پلاٹ برائے فروخت

مسجد اقصیٰ کے عقب میں شکور پارک میں بہترین لوکیشن پر دس مرلہ پلاٹ جو کہ Covered چار دیواری میں ہے۔ رہائشی سکیم اور تمام سہولتیں میسر ہیں۔

یورپ میں رابطہ کے لئے محمد احمد ثاقب (جرمنی۔ ڈارمسٹڈ)

0049 6151 967 6693

00 49 172 580 4372

پاکستان میں رابطہ کے لئے بشیر احمد شاد۔ ربوہ

00 92 4524 215357

وعدہ نہیں مگر ہمارے ساتھ تو یہ خدائی وعدہ ہے۔ گویا ہم ایسے راستہ پر کھڑے ہیں جہاں تیز ہوا چل رہی ہے۔ اگر تو ہم اِس ہوا کے رخ پر چلنا شروع کر دیں تو ہمارا سفر آسان ہو جائے گا۔ اور اگر ہم کھڑے رہیں تو ہم نے اِس سے کچھ فائدہ نہیں اٹھایا۔ اگر ہم اِس ہوا کے مخالف چلنا شروع کر دیں تو ہماری ساری کوششیں بے کار اور رائیگاں جائیں گی۔

اب میں ایک اور نقطہءِ نظر سے علم کی اہمیت واضح کرنا چاہتا ہوں۔ اور تصویر کا دوسرا رخ دکھانا ضروری سمجھتا ہوں کہ کیوں آج آپ کے لئے زیورِ تعلیم سے آراستہ ہونا ضروری ہے۔ اور یہ پہلو بہت ہی توجّہ کا حامل ہے۔

۱۹۷۴ء میں جب جماعت احمدیہ کو پاکستان میں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا اور جب اپنے وطن میں اُن پر ہر قسم کی پابندیاں لگائی جانے لگیں تو دوسرے ممالک میں احمدیوں کا سیاسی پناہ لینے کا رجحان جس کی فی الحقیقت اب ضرورت بھی تھی۔ شروع ہو گیا۔ آغاز میں نوجوان لڑکے روزگار نہ ملنے کی وجہ سے پاکستان سے یورپ خصوصاً جرمنی میں آنے لگے۔ پھر خاندانوں کے خاندان نقل مکانی کر کے یورپ میں آباد ہونا شروع ہو گئے اور کم و بیش بیس سے پچیس سال اُنہیں یہاں رہتے ہوئے ہو چکے ہیں۔ کافی بڑی تعداد یہاں کی شہریت بھی حاصل کر چکی ہے۔ بظاہر یہی نظر آتا ہے کہ اب باقی زندگی اسی ملک میں گزرے گی اور اگلی نسلیں یہیں پروان چڑھیں گی۔

اِن پچھلے بیس پچیس سالوں پر نظر دوڑانے سے ہمیں نظر آتا ہے کہ ہم نے بہت کچھ حاصل کیا ہے۔ مگر یہ کہنا بھی غلط نہ ہو گا کہ ہم مزید بہت کچھ حاصل کر سکتے تھے جو ہم حاصل نہیں کر سکے۔ میری مراد حصول تعلیم سے ہے۔ آج اگر ہم جائزہ لیں تو ہم ہزاروں کی تعداد میں یہاں آباد ہیں جن میں بڑی تعداد میں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں بھی شامل ہیں۔ اِن میں سے بڑی تعداد تعلیم کے اچھے معیار تک نہیں پہنچ سکی۔ زیادہ تعداد چھوٹے چھوٹے ہنر سیکھتے رہ گئی۔ اور بہت کم تعداد میں طالب علم Abitur یا یونیورسٹی تک پہنچ سکے حالانکہ ہم اُس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جس کا تعلیمی معیار بہت بلند ہے۔ لیکن یہاں آ کر ہماری اگلی نسل تعلیم کے ایک اچھے معیار پر کیوں نظر نہیں آ رہی؟ عام طور پر یہ سوچ کر اپنے آپ کو مطمئن کر لیا جاتا ہے کہ یہاں زیادہ تر لوگ دیہات سے آئے ہیں اور دیہات کے متعلق عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہاں کے لوگ کم پڑھے لکھے ہوتے ہیں اس لئے اپنے بچوں پر توجّہ نہیں دے رہے۔ حالانکہ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ پاکستان کی تاریخ پر نظر دوڑائیں تو ہمیں فوج، سیاست، اور تعلیمی اداروں میں عموماً دیہات میں پڑھنے والے لوگ ہی نظر آتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دیہاتی مائیں اپنے بچوں کی تربیت پر خوب توجّہ دیتی ہیں۔ دیہاتی لوگ عموماً ہر نئی چیز کو زیادہ دلچسپی اور شوق سے دیکھتے ہیں اور اُن میں مسابقت کی روح زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن یہاں آ کر یہ شوق کہاں گیا؟ اُس کی ایک وجہ یہ ہے کہ پاکستان میں آسان رزق کے ذرائع کم تھے۔ مگر یہاں کم محنت سے بھی کافی پیسے کمائے جا سکتے ہیں اِس لئے یہاں والدین اپنے بچوں کو دانستہ آسان راہ پر ڈال رہے ہیں۔ نو (۹) جماعتیں پاس کیں۔ اور کسی فیکٹری میں لگ گئے۔ یا پھر یہ وجہ ہے کہ اُنہیں یہاں کے نظامِ تعلیم سے صحیح طور پر آگاہی نہیں ہو سکی اور وہ کافی حد تک اپنے بچوں کی صلاحیتوں کو ضائع کر چکے ہیں۔ ہمیں یہ حقیقت بار بار اپنے آپ کو تسلیم کروانی چاہئے کہ ہم لوگ عام دنیا کی طرح پیسہ کمانے کا مقصد لے کر یہاں نہیں آئے۔ ہم نے اِن قوموں سے اپنے آپ کو منوانا ہے اور ہمارے لئے لازم ہے کہ اِس معاشرہ میں باعزت مقام حاصل کریں اور اپنی حیثیت منوائیں۔ مگر کیسے؟

کیا قیمتی گاڑیوں، زیور اور مہنگے لباس کی نمائش سے ہم اِس قوم کی توجہ اپنی طرف مبذول کروا سکتے ہیں؟ کیا اِس طرح جرمن قوم ہماری عزّت کرنا شروع کر دے گی؟

ہرگز نہیں۔ ایسی وقتی اور سطحی برابری ہمیں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ نہ ہی ہمیں اِس معاشرہ میں کوئی باعزّت مقام دلا سکتی ہے۔ ایک دوسری ثقافت اور دوسرے معاشرہ میں باعزّت مقام کبھی چور دروازوں سے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے ہمیں اِن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنا ہو گا۔ ہمیں اپنی بنیادوں کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے بچے، ہمارے نوجوان، ہماری ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہمارا یہ فرض ہے۔ کہ اِنہیں مضبوط بنیاد فراہم کریں۔ اگر ایک دفعہ یہ بنیاد مضبوطی سے قائم ہو گئی تو پھر انشاء اللہ اِسے کوئی ہلا نہیں سکے گا۔ ہماری عزّت اُس وقت بن سکتی ہے جب ہم علمی اور اَخلاقی لحاظ سے بلند ترین سطح پر نظر آئیں۔

میرے مخاطب اِس وقت احمدی والدین اور نوجوان نسل ہے۔ یاد کریں اُس وقت کو جب فرعون صفت لوگوں نے آپ کو تباہ و برباد کرنے، آپ کے ہاتھوں میں کشکول پکڑانے، اور آپ کو جاہل اور اُجڈ بنانے کی پوری پلاننگ کر کے اُس کے مطابق احمدیوں کو چن چن کر نہ صرف اعلیٰ عہدوں سے فارغ کیا بلکہ حصولِ تعلیم کے ذرائع بھی اُن پر مسدود کر دئے گئے۔ اور اگر کوئی احمدی کسی راہ سے آ بھی جاتا تو اُس کو اِس حد تک تنگ کیا جاتا کہ وہ بددل ہو کر تعلیم کا ارادہ ترک کر دیتا۔ اُن تعلیمی اداروں میں منظّم طور پر احمدیوں کے خلاف مہم چلائی گئی۔ انہیں ذہنی اور جسمانی اذیت اور تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ یہ سارے ظلم کس لئے روا رکھے گئے؟ صرف اِس لیے کہ احمدیوں کو تعلیم سے محروم کر دیا جائے اور احمدیوں کی آئندہ نسل اَن پڑھ اور جاہلِ مُطلق ہو کر رہ جائے۔

اے احمدی نوجوانو! کیا آپ دشمن کے اِن عزائم کو کامیاب بنائیں گے؟ اور کیا آپ اُن تمام قربانیوں کو بھلا دیں گے؟ جو ہمارے بزرگوں اور بھائیوں نے پاکستان میں دیں۔

اے یورپ اور امریکہ اور آسٹریلیا میں بسنے والے احمدی نوجوانو! آپ سے میری عاجزانہ درخواست ہے کہ اُن قربانیوں کو مت بھلانا۔ اور اِسی طرح اپنے والدین کی اُن قربانیوں کو بھی مت بھلانا جو انھوں نے مغربی ممالک میں دیں۔ انھوں نے آپ کو پروان چڑھانے کے لئے ہر طرح کی محنت کی اور کسی کام کے کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کی اور اپنی قابلیت اور حیثیت سے کم تر کام کو قبول کر لیا تا وہ اپنے بچوں کا پیٹ پال سکیں۔ اُن میں بہت سے ایسے لوگ بھی تھے۔ جو پاکستان میں اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے۔ مگر یہاں ٹیکسی چلانے پر مجبور ہیں۔ ایسی بہت سی اور مثالیں بھی ہیں۔ کہ انھوں نے مجبوراً اپنی قابلیت سے کمتر کام کو اِس لئے قبول کر لیا کہ وہ فارغ نہیں بیٹھنا چاہتے تھے۔ اُن کو رزق حلال کمانے کی عادت بھی تھی اور یہ بھی آرزو تھی۔ کہ اُن کی اِس محنت کے نتیجہ میں اُن کی اولاد اِس ملک میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکے۔

لیکن اے احمدی نوجوانو! کیا آپ بھی ایسے کاموں پر راضی ہو جائیں گے؟۔ کیا آئندہ نسلیں صرف ٹیکسی چلانے اور پیزا کے کام میں ہی مصروف رہیں گی؟۔ اگر ایسا ہوا تو ہمارا قدم ہرگز آگے نہیں بڑھا۔ اور ہم نے اپنی ترقی کی راہ خود اپنے ہاتھوں سے مسدود کر دی۔

میرے عزیزو! آپ کو تو اِن مسائل کا سامنا نہیں جو آپکے والدین کو تھا۔ آپ کو نہ تو زبان کا مسئلہ درپیش ہے اور نہ پڑھائی لکھائی کا۔ اور پھر یہی نہیں بلکہ یہاں تعلیم بھی مفت ہے۔ گویا خدا نے آپ کے لیے ترقی کی ہر راہ کھول دی اور ہر روک اُٹھا دی۔

خدا نے روک ظلمت کی اُٹھا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(درثمین)

پس یاد رکھیں کہ وہ خدا جو آپ کو مہاجر بنا کر یہاں لایا ہے وہ اِس منصوبہ بندی کے ساتھ لایا ہے کہ آئندہ احمدی نسلیں ان ممالک میں علم و ہنر کے میدان میں اپنی قابلیت کے جوہر دکھائیں اور خدا چاہتا ہے کہ وہ اِس میدان میں بھی سب سے آگے ہوں۔ ہمیں اِس نصب العین کو ہرگز بھولنا نہیں چاہئے کہ بانیٔ جماعتِ احمدیہ ہم سے کیا توقع رکھتے تھے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حصولِ علم کے بارہ میں آنحضرت ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے اور حضرت بانیٔ جماعت احمدیہؑ کی توقعات پر پورا اُترنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری ہر اَگلی نسل کا قدم علم و معرفت میں آگے سے آگے بڑھتا چلا جائے یہاں تک کہ اپنے تو اپنے دشمن بھی پکار اُٹھیں کہ اِس فرقہ کے لوگ علم اور معرفت میں کمال حاصل کر چکے ہیں۔ خدا کرے کہ ہم اِس عظیم الشان پیشگوئی کو ہر احمدی کے حق میں اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے ہوئے دیکھیں۔ آمین اَللّٰھم آمین۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

Punjab Sweets & Restaurant

ایک سو مہمانوں کے لئے خوبصورت پارٹی ہال اور باربی کیو پارٹی کے لئے بھی جگہ موجود ہے۔ کھلے آسمان تلے بہترین کھانوں کا لطف اٹھائیں۔

ہر قسم کی مٹھائیاں اور کھانے کا بہترین مرکز

Munawar Ahmad (Babbi)

Punjab Sweets & Restaurant
172-174 Upper Tooting Road
Tooting, London
Tel: 020 8767 3535

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت منشی عبداللہ صاحبؓ سنوری

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۸؍جولائی ۲۰۰۴ء میں مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب نے حضرت منشی عبداللہ سنوری صاحبؓ کا تفصیلی ذکر خیر کیا ہے۔

حضرت منشی صاحبؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کو ان کے دعویٰ سے بہت پہلے شناخت کر لیا تھا۔ آپؓ کی پیدائش ۱۸۶۱ء میں سنور ریاست پٹیالہ میں ہوئی۔ خاندان گو زمیندار تھا مگر خصوصیت کے ساتھ علم دوست اور ملازمت پیشہ واقع ہوا تھا۔ اس لئے خاندانی روایات کے مطابق آپ کی تعلیم و تربیت ہوئی جس کے بعد آپ بھی ملازم ہوگئے اور ۱۸۸۵ء میں موضع غوث گڑھ کے بعض نیک فطرت بزرگوں کی موجودگی کی وجہ سے وہاں رہائش اختیار کرلی۔

حضرت منشی صاحبؓ کی طبیعت شروع ہی سے دیندار اور خداپرست واقع ہوئی تھی اور صحبت صالحین کا شوق بے حد تھا۔ آپ کے ماموں مولوی محمد یوسف صاحب کو آپ کے ساتھ اس دیندارانہ زندگی کی وجہ سے خاص محبت تھی چنانچہ اُن کے مشورہ پر آپ نے حضرت مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کی بیعت کرلی۔ حضرت مولوی صاحب نے آپ کو دو وظائف بتائے۔ اوّل یہ کہ **یاحی یا قیوم برحمتك استغیث یا ارحم الرحمین** پڑھتے رہیں اور دوم یہ کہ فجر کی نماز میں سنتوں اور فرائض کے درمیان ۴۱؍بار سورۃ الفاتحہ پڑھا کریں۔ اگرچہ حضرت منشی صاحب نے بیعت کرلی تھی لیکن آپ کی طبیعت میں ابھی بے قراری تھی۔ چنانچہ آپ کے ماموں نے آپ کو آرہ (بہار) جو اس وقت اہل حدیث مسلک کا ایک مرکز تھا بھیجنا چاہا اور آپ وہاں جانے کو تیار بھی ہوگئے لیکن اُنہی دنوں حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیف ''براہین احمدیہ'' پٹیالہ کے وزیر اعظم خلیفہ سید محمد حسین خان صاحب بہادر کے پاس پہنچی اور اُن کی وساطت سے پٹیالہ میں اس کتاب کا عام چرچا ہوا تو یہ خوشخبری آپ کے ماموں تک بھی پہنچ گئی اور پھر انہوں نے اس کتاب کا حوالہ دیکر اور حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ ماموریت کا ذکر کرتے ہوئے آپ سے فرمایا کہ یہ شخص بڑا کامل ہے اگر تجھے زیارت کیلئے جانا ہے تو اِس کے پاس جا۔

حضرت منشی صاحب ۱۸۸۲ء میں پہلی بار قادیان تشریف لے گئے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ چہرہ مبارک دیکھتے ہی بیتاب ہوگیا اور دل میں عشق کی آگ بھڑک اٹھی۔ تین دن رہ کر اجازت لے کر واپس آیا۔ لیکن جب پٹیالہ پہنچا تو دل ایسا بے قرار ہوا کہ پھر قادیان چلا گیا۔ حضرت اقدسؑ نے پوچھا کہ کیوں واپس آگئے۔ عرض کیا کہ حضور سے جدا ہونے کو دل نہیں چاہتا۔ مسکرا کر فرمایا اچھا اَور رہو۔ اس کے بعد ایک ہفتہ رہا۔ اُن ایام میں حضورؑ کے پاس مہمانوں کی آمدورفت کا سلسلہ گویا تھا ہی نہیں۔ حافظ حامد علی صاحب اور بوٹا بیگ مرحوم خدمتگار ہوتے تھے۔ جب میرے پاس کرایہ وغیرہ جمع ہو جاتا فوراً قادیان چلا جاتا اور کئی کئی دن تک خدمت میں حاضر رہتا۔ اکثر رات کو بجز اس عاجز کے اَور کوئی حضورؑ کے پاس نہ ہوتا تھا، مَیں نے آپؑ کو تہجد پڑھتے دیکھا ہے۔ آپؑ خود پانچ وقت مسجد میں آکر اذان دیا کرتے تھے مگر ہلکی سی آواز سے، خود جماعت کرایا کرتے تھے اور جمعہ بھی اسی مسجد میں دو چار آدمیوں کے ساتھ خود پڑھایا کرتے تھے اور نماز باجماعت میں بہت چھوٹی قراءت پڑھتے تھے اور رکوع و سجود میں کسی قدر کم دیر لگایا کرتے تھے۔

حضرت منشی صاحبؓ کی خواہش تھی کہ آپ دنیا کے کاروبار سے منقطع ہوکر یہاں کے ہو رہیں مگر حضورؑ نے مختلف صورتوں میں کاروبار اور ملازمت کو قائم رکھنے کی ہدایت فرمائی۔ تاہم قلیل تنخواہ کے ملازم ہونے کے باوجود آپؓ دو دو تین تین ماہ قادیان آکر ٹھہرتے۔ حضورؑ کے ارشاد پر امرتسر یا لاہور وغیرہ بھی جایا کرتے۔ ایک دفعہ آپؓ نے عرض کیا کہ حضرت مجھے بیعت کرلیں۔ فرمایا: نہیں، اور فرمایا کہ پیر بننا نہایت مشکل کام ہے اور میں اس سے گھبراتا ہوں اور سخت کراہت بھی آتی ہے۔ پیر کو اپنے مریدوں کے اندرونی گند ہاتھ سے دھونے پڑتے ہیں گویا بھنگی کا کام کرنا پڑتا ہے مجھے اس سے سخت کراہت آتی ہے۔ مگر کیا خبر تھی کہ حضورؑ کے یہی کام سپرد ہوگا۔

۱۸۸۴ء میں حضور سنور تشریف لے گئے۔ سٹیشن سے اتر کر وزیر صاحب کے ساتھ سوار ہوئے۔ سڑک کے دورویہ زیارت کرنے والے مردوں اور عورتوں کا ہجوم تھا۔ حضورؑ مدرسہ سنور میں فروکش ہوئے اورؑ حضرت منشی صاحبؓ کے گھر بھی تشریف لے گئے۔ دوسری دفعہ حضورؑ ۱۳؍جون ۱۸۸۸ء کو سنور تشریف لے گئے۔

حضرت منشی صاحبؓ سرخی کے چھینٹوں والے واقعہ کے عینی شاہد تھے۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ ۲۷؍رمضان المبارک ۱۳۰۲ھ بمطابق ۱۰؍جولائی ۱۸۸۵ء بروز جمعہ قادیان میں حضورؑ حجرہ میں لیٹ گئے تو یہ عاجز پاؤں دبانے لگ گیا۔ اس وقت حضرت اقدسؑ کے بدن مبارک کو ایک خفیف سا لرزہ ہوا اور حضورؑ نے چہرہ سے بازو اٹھا کر میری طرف دیکھا اور معاً بعد اسی طرح لیٹے رہے۔ اس وقت یہ عاجز ٹخنے کے پاس دبا رہا تھا۔ ٹخنہ پر جو میری نگاہ پڑی تو دیکھتا ہوں کہ اس پر ایک سرخی کا قطرہ تازہ بتازہ موجود ہے۔ مَیں نے انگلی اس پر لگائی وہ قطرہ ٹخنہ پر پھیل گیا اور میری انگلی کو بھی سرخی لگ گئی۔ پھر حضورؑ کے کرتہ پر بھی ایک بڑا اور دو تین چھوٹے سرخی کے داغ دکھلائی دیئے۔ بڑے قطرے کو ٹٹولا جو گیلا تھا۔ مجھے نہایت تعجب ہوا اور میں نے خوب تلاش کیا کہ کمرہ میں کسی جگہ کوئی سرخی کا پتہ چلے مگر کچھ پتہ نہ لگا۔ یہ عاجز بیٹھ کر پھر پاؤں دبانے لگ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت اقدسؑ اٹھے اور مسجد مبارک میں آکر بیٹھ گئے یہ عاجز بیٹھ کر دبانے لگ گیا اور عرض کیا: حضور میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: پوچھو۔ عرض کیا کہ حضورؑ پر کس سے سرخی گری ہے؟ حضور اقدسؑ نے آپ کو کشف کی پوری تفصیل سنائی اور دست مبارک سے قلم کے چھاڑنے اور دستخط کرنے کا نقشہ بھی کھینچا۔ حضرت منشی صاحب نے وہ اعجازی کرتہ تبرکاً عنایت کرنے کی درخواست کی۔ حضرت اقدسؑ نے اس وصیت کے ساتھ وہ کرتہ دیدیا کہ وفات کے وقت آپؓ کے ساتھ دفن کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ کرتہ آپؓ کے ساتھ دفن کردیا گیا۔

ایک دفعہ آپؓ نے عرض کیا کہ حضور بیعت تو کرتے نہیں اور میں چاہتا ہوں کہ حضور سے میرا تعلق خاص ہو جاوے تو حضور مجھ کو اپنا شاگرد ہی بنالیں اور قرآن شریف پڑھایا کریں۔ چنانچہ آپؓ کو حضورؑ کا شاگرد بننے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضورؑ نے یہ بھی فرمایا کہ ایک آنے کے بتاشے لے آؤ تاکہ باقاعدہ شاگرد بنایا جاوے۔ بتاشے تقسیم کرکے قرآن شریف شروع کرایا صرف ایک دو آیت پڑھا کر لفظی ترجمہ پڑھا دیا کرتے تھے۔ بعض آیات کے کچھ معارف بھی سمجھا دیا کرتے تھے۔ اس طرح پارہ اوّل کا بہت سا حصہ حضور سے شاگرد بن کر آپؓ نے پڑھا۔ اس زمانہ میں مہانوں کی آمدورفت خاصی شروع ہوگئی تھی اور خطوط بھی بہت آنے لگے تھے حضور نے آپؓ کو خطوط کے جواب لکھنے کی خدمت سپرد کی ہوئی تھی۔

حضرت منشی صاحبؓ کو حضرت اقدسؑ کے تقریباً تمام سفروں میں رفاقت کا شرف حاصل رہا۔ جب حضورؑ کسی سفر پر جانے کا ارادہ فرماتے تو آپؓ کو خط لکھ کر بلوا لیتے۔ آپؓ کو پٹیالہ، انبالہ، امرتسر، لدھیانہ، ہوشیارپور، علی گڑھ وغیرہ سفروں میں حضورؑ کی رفاقت نصیب ہوئی۔

۲۳؍مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ میں پہلی بیعت ہوئی تو آپ کا نمبر تیسرا تھا۔ آپؓ کے بارہ میں حضور اقدسؑ نے ''ازالہ اوہام'' میں تحریر فرمایا: ''حبی فی اللہ میاں عبداللہ سنوری: یہ جواں صالح اپنی فطرتی مناسبت کی وجہ سے میری طرف کھینچا گیا۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ ان وفادار دوستوں میں سے ہے جن پر کوئی ابتلاء جنبش نہیں لاسکتا۔...... یہ نوجوان درحقیقت اللہ اور رسول کی محبت میں ایک خاص جوش رکھتا ہے اور میرے ساتھ اس کے اس قدر تعلق محبت کے بجز اس بات کے اور کوئی وجہ نہیں جو اس کے دل میں یقین ہو گیا ہے کہ یہ شخص محبان خدا اور رسول میں سے ہے ...... حسب مقدرت اپنی مالی خدمت میں بھی حاضر ہے اور اب بھی بارہ روپیہ سالانہ چندہ کے طور پر مقرر کر دیا ہے۔ بہت بڑا موجب میاں عبداللہ کے زیادت خلوص و محبت و اعتقاد کا یہ ہے وہ اپنا خرچ بھی کر کے ایک عرصہ تک میری صحبت میں آکر رہتا رہا اور کچھ آیات ربانی دیکھتا رہا سو اس تقریب سے روحانی امور میں ترقی پاگیا۔ کیا اچھا ہو کہ میرے دوسرے مخلص بھی اس عادت کی پیروی کریں۔''

حضرت منشی صاحبؓ اپنی ملازمت کے دوران 1885ء تا 1925ء موضع غوث گڑھ ریاست پٹیالہ میں مقیم رہے اور ایک مخلص جماعت وہاں قائم فرمائی۔ آپؓ کی نیک نامی اور تقویٰ کی وجہ سے آپؓ کا سارے علاقہ پر رعب تھا۔ مضمون نگار کے والد محترم چوہدری عطا محمد صاحب نے بیان کیا کہ ایک بار کسی گاؤں کے دو تین آدمی اپنی زمین کی پیمائش کے لئے آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؓ نے تین چار روز کے بعد آنے کا وعدہ فرمایا۔ پھر ان آدمیوں نے کچھ رقم دیتے ہوئے عرض کہ کہ یہ قبول فرمائیں۔ اس پر آپؓ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور آپؓ نے بانسی (جس پر رکھ کر رقم پیش کی گئی تھی) کو زمین پر دے مارا۔ چاندی کے روپے اِدھر اُدھر پھیل گئے۔ پھر فرمایا کہ ان تمام روپوں کو اکٹھا کرو اور کوئی ایک روپیہ میرے صحن میں نہیں رہنا چاہئے۔ وہ لوگ شرمندہ ہو کر چلے گئے اور پھر وعدہ کے مطابق تیسرے دن آپؓ اُن کے ہاں تشریف لے گئے اور ان کی زمین کی صحیح پیمائش کر آئے اور اپنا کھانا بھی گھر سے ساتھ لے کر گئے۔

اسی طرح غوث گڑھ کے قریب ہر سال میلہ لگتا تھا جس میں فسق و فجور کی محفلیں ہوتی تھیں۔ حضرت منشی صاحبؓ نہیں چاہتے تھے کہ احمدی نوجوان میلہ میں جائیں۔ آپؓ کا قدرتی رعب اتنا تھا کہ اگر براہ راست بھی منع کر دیتے تو کوئی جانے کی جرأت نہ کرتا مگر آپؓ نے کمال فراست سے نوجوانوں کو عین میلہ کے روز اپنے کماد کی گوڈی کے لئے بلالیا۔ پھر صبح ان کو خود ناشتہ کرواتے ہوئے ناصحانہ انداز میں سمجھایا کہ میلہ پر جانے کے گناہ سے محفوظ رکھنے کے لئے آپؓ نے وہ دن گوڈی کے لئے منتخب کیا تھا۔

حضرت منشی صاحبؓ کا گاؤں کے لوگوں پر بہت نیک اثر تھا۔ لوگ ہر معاملہ میں آپؓ سے رجوع کرتے اور اطاعت کرتے اور آپؓ کی زندگی میں پولیس کو کبھی آپؓ کے گاؤں میں مداخلت نہیں کرنا پڑی۔

آپ کی دو بیویاں تھیں۔ ایک بیوی سے دو بچے مکرم صوفی عبدالقدیر نیاز صاحب اور بی بی مریم (بیگم مولانا عبدالرحیم دردؓ) تھے۔ مکرم صوفی صاحب نے جماعت کی علمی اور تنظیمی لحاظ سے قابل قدر خدمات سرانجام دیں اور حضرت مصلح موعودؓ کا معتمد ہونے کا شرف پایا۔ دوسری بیوی سے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہوئی۔

۷؍اکتوبر ۱۹۲۷ء بروز جمعہ حضرت منشی صاحبؓ کی وفات ہوئی۔ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ فرماتے ہیں کہ منشی صاحب موصوف بہت کم گو، خلوت پسند اور ہمیشہ خوش رہنے والے بزرگ تھے۔ ہمیشہ متبسم چہرہ کے ساتھ ملا کرتے۔ آپ کسی کی غیبت نہ سنتے اور نہ کرتے۔ معاملات میں حددرجہ کی صفائی اور دیانت و امانت کا بہترین نمونہ تھے۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند اور تہجد کے عادی تھے۔ دوسروں کی ہمدردی کیلئے خاص جوش تھا۔ خصوصیت سے وہ قرابت داروں کے حقوق کی نگہداشت کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے تھے۔ ان کی ہمدردی اور غمگساری کے بہت سے واقعات ملتے ہیں یہاں تک کہ جانوروں پر بھی شفقت کرتے تھے۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
24th December 2004 – 30th December 2004

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 24th December

00:00 Tilaawat, Dars-e- Hadith & MTA News
00:50 Children's Class with Hazoor. Recorded on 25th October 2003.
01:55 Yasarnal Qur'an
02:30 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session no.94. Recorded 8th November 1996.
03:30 MTA Travel: Islamic Cairo
03:50 MTA Sports. All Rabwah badminton and table tennis tournament.
04:25 Seerat Sahaba Rasool (saw)
04:55 Children's Class [R]
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Liqaa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session No.395. Recorded on 23rd April 1998.
08:05 Siraiki Service. No.2.
08:35 Bengali Mulaqa'at. A Q/A session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at with Bangla speaking guests. Recorded on 6th November 2001.
09:40 Indonesian Service: variety of programmes.
10:45 Children's Class [R]
12:00 Live Friday Sermon: Delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. From France.
14:35 Dars-e-Hadith [R]
14:50 Bengali Mulaqa'at [R]
16:00 Friday Sermon [R]
18:35 Urdu Mulaqa'at: Session 94 [R]
19:50 Liqaa Ma'al Arab: Session.395. [R]
21:00 Friday Sermon [R]
23:35 MTA Travel: Islamic Cairo [R]

Saturday 25th December 2004

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:15 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at, from France. Recorded on 24th December 2004.
03:45 Kehkashaan
04:05 Moshaairah: An evening of Poetry with Saleem Kausar
05:05 MTA Variety: Presentation of MTA Studios Australia.
05:45 Tilaawat & MTA News
06:40 Liqaa Ma'al Arab: Question and Answer session in Arabic & English with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session No.396. Recorded on 28th April 1998.
07:40 French Service: Various Programmes in French language.
08:40 Indonesian Service: variety of programmes
09:40 Friday Sermon [R]
12:10 Tilaawat & MTA News
12:50 Bangla Shomprochar
13:50 Intikhab-e-Sukhan: A live nazm request programme.
15:30 Bustan-e-Waqf-e-Nau Class with Hazoor. Recorded on 20th November 2004.
16:40 Moshaairah: An evening of Poetry with Saleem Kausar [R]
17:30 Kehkashaan[R]
17:55 MTA Variety [R]
18:25 Ashab-e-Ahmad [R]
19:00 Question & Answer session [R]
20:05 Liqaa Ma'al Arab: Session 396 [R]
21:05 Bustan-e-Waqf-e-Nau with Hazoor. [R]
22:05 Kehkashaan [R]
22:30 Moshaairah: An evening of Poetry with Saleem Kausar [R]
23:20 Question & Answer Session [R]

Sunday 26th December 2004

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News
01:00 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) with Hazoor. Recorded on 21st November 2004.
02:00 Children's corner
02:20 Question and Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV and English speaking guests. Recorded on 24th October 1984.
03:50 Piyare Mehdi Ki Piyaree Baatein
04:25 Seerat Masih Maud
04:50 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) [R]
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News.
07:00 Liqaa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session No.399. Recorded on 5th May 1998.
08:00 An address to Jalsa Salana Qadian by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmiadyya Muslim Jama'at. Live from France.
11:00 Indonesian Service
12:05 Tilawaat & MTA News
12:40 Repeat of Intikhab-e-Sukhan a nazm request programme.
14:10 Bangla Shomprochar
15:10 Repeat of an address to Jalsa Salana Qadian by Hadhrat Khalifatul Masih V, from France.
18:10 Question and Answer Session [R]
19:35 Liqaa Ma'al Arab: Session 399 [R]
20:40 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) R]
21:45 Children's corner [R]
22:05 Seerat Masih Maud [R]
22:30 Question and Answer Session [R]

Monday 27th December 2004

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:00 Repeat of an address to Jalsa Salana Qadian by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at, from France. Recorded on 26th December 2004.
03:25 Ilmi Khutabaat. Friday sermon delivered by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) on 4th February 1983.
04:05 Quiz: Ruhaani Khazaa'en
05:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. Recorded on 19th December 2003.
06:00 Tilawaat, Dars-e-Hadith & MTA News [R]
06:55 Liqaa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session No.402. Recorded on 12th May 1998.
07:55 Chinese Programme by Muhammad Osman Chou.
08:25 MTA Spotlight
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: a weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV. Session 90.
10:05 Indonesian Service: variety of programmes.
11:05 Bustan-e-Waqf-e-Nau [R]
12:15 Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News
13:05 Children's corner [R]
13:35 Medical Matters: A discussion on healthy teeth by Dr Sultan Ahmad Mubashir and guest Dr Hameed Ullah Nusrat Pasha.
14:00 Bangla Shomprochar
15:10 Rencontre Avec Les Francophones: [R]
16:20 Friday Sermon [R]
17:20 Quiz Ruhaani Khazaa'en
18:10 Question and Answer Session [R]
19:30 Liqaa Ma'al Arab: Session 402 [R]
21:20 Bustan-e-Waqf-e-Nau [R]
22:20 Question and Answer Session [R]
23:30 Medical Matters [R]

Tuesday 28th December 2004

00:05 Tilaawat, Dars, MTA News
00:55 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. Recorded on 19th December 2003.
01:55 Waaqifeen-ne-Nau programme: Educational programme for children.
02:20 Question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Recorded on 5th April 1986.
03:25 Rahe Hadayat: A discussion on the truth of Hadhrat Masih Maud (as).
03:55 Jalsa Salana USA 2004. part one of the opening session which was held on 3rd September 2004.
04:55 Friday Sermon [R]
06:05 Tilawaat, Dars & MTA News
06:55 Liqaa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) & Arabic speaking guests. Session No.403. Recorded on 13th May 1998.
08:05 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session no.95. Recorded on 15th November 1996.
09:05 Rahe Hadayat [R]
09:30 Address to Jalsa Salana Qadian by Hadhrat Khalifatul Masih V, Live from France.
12:30 Tilaawat, Dars, MTA News
13:30 Jalsa Salana USA 2004 [R]
14:30 Bangla Shomprochar
15:30 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) with Hazoor. Recorded on 21st November 2004.
16:30 Repeat of Address to Jalsa Salana Qadian by Hadhrat Khalifatul Masih V, from France.
19:40 Liqaa Ma'al Arab: Session No. 403 [R]
20:40 Waaqifeen-ne-Nau
21:05 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) [R]
22:05 Lajna Magazine [R]
23:00 Question and answer session [R]

Wednesday 29th December 2004

00:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat, MTA News
01:00 Repeat of of Address to Jalsa Salana Qadian by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at, from France. Recorded on 28th December 2004.
04:00 Question & Answer Session: English Q/A with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). recorded on 6th September 1991.
04:55 Hamaari Kaa'enaat
05:20 Speeches from Jalsa Salana
06:00 Tilawaat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00 Liqaa Ma'al Arab: a regular sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) with Arabic speaking guests. Session No.407. Recorded on 27th May 1998.
08:05 Swahili Service
09:00 From the Archives: Friday Sermon [R]
10:15 Indonesian Service
11:25 Safar ham nay kiya
12:00 Tilawaat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
12:55 Speeches from Jalsa Salana [R]
13:25 Hamaari Kaa'enaat
14:00 Bangla Shomprochar
15:15 From the Archives [R]
16:30 Bustan-e-Waqf-e-Nau with Hazoor.[R]
17:35 Hamaari Kaa'enat [R]
18:00 Guldastah
18:45 Speeches from Jalsa Salana [R]
19:25 Question and answer session [R]
20:30 Liqaa Ma'al Arab: Session 407 [R]
21:40 Bustan-e-Waqf-e-Nau with Hazoor.[R]
22:40 From the Archives [R]

Thursday 30th December 2004

00:05 Tilaawat, Ansar Sultan Al Qalm, MTA News.
00:55 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at, from France. Recorded on 24th December 2004.
02:00 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) with Hazoor. Recorded on 21st December 2003.
03:00 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanations of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 77. Recorded on 23rd August 1995.
04:15 MTA Travel
04:55 Moshaairah an evening of poetry
06:00 Tilawaat, Ansar Sultan Al Qalm, MTA News
07:00 Liqaa Ma'al Arab: A regular sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) with Arabic speaking guests. Session No.408. Recorded on 28th May 1998.
08:00 Pushto Muzakarah
08:45 English Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV and English speaking guests. Session no.95. recorded on 29th December 1996.
09:50 Indonesian Service
10:55 Moshaairah [R]
12:05 Tilaawat, Ansar Sultan Al Qalm, MTA News
13:00 MTA Travel
13:30 Bengali Service: Avariety of programmes
14:40 English Mulaqa'at: Session 95 [R]
16:00 Gulshan-eWaqf-e-Nau (Nasirat) [R]
17:00 Tarjamatul Qur'an Class: Session 77. [R]
18:15 Moshaairah [R]
19:30 Liqaa Ma'al Arab: Session 408 [R]
20:35 Friday sermon [R]
21:35 Gulshan-eWaqf-e-Nau (Nasirat) [R]
22:40 Tarjamatul Qur'an Class No.77[R]

***Please note on MTA2 will be showing French service, German service & Arabic service at 16:00GMT, 17:00GMT & 18:00GMT.**

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 11 Friday December 24 , 2004 Issue No. 52

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد ۔ مؤرخ احمدیت

سچائی کے جرم میں نا قابل برداشت سزا

حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء احمدیت کی تاثیر قدسی سے صداقت اور بے باک حق گوئی کے جو بے شمار پیکر پیدا ہوئے ہیں ان میں نواح ربوہ کے ایک قدیم احمدی بزرگ میاں محمد مغل صاحب (عرف مغلا) بھی تھے جو بالکل اَن پڑھ تھے آپ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے دست مبارک پر بیعت سے مشرّف ہوئے اور خلافت ثانیہ کے آخری عشرہ میں داعی اجل کو لبیّک کہا۔محترم لطیف احمد صاحب شاد (انچارج احمدیہ بک ڈپو جماعت احمدیہ کراچی) آپ ہی کے صاحبزادے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ اکثر ان کی جرأت ایمانی کا نہایت پیارے انداز میں ذکر فرمایا کرتے تھے۔خطبہ جمعہ کے علاوہ حضور نے 12 فروری 1951ء کو مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے ایک غیر معمولی اجلاس کے خطاب میں بھی اُن کا خصوصی تذکرہ کیا۔

(مطبوعہ الفضل 27تا29اپریل1961ء)

اسی طرح 6 جون 1958ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے خیبر لاج مری میں فرمایا۔’’حال ہی میں ہماری جماعت کا ایک شخص فوت ہوا ہے وہ بالکل ان پڑھ تھا۔مگر احمدیّت سے نہایت ہی اخلاص رکھتا تھا۔ربوہ کے پاس ہی ایک گاؤں کا رہنے والا تھا اور پرانے زمانہ سے قادیان آیا جایا کرتا۔اس کے باپ اور بھائی وغیرہ سب چور تھے اور علاقہ کی بھینسیں نکال لایا کرتے تھے۔اس نے خود اپنا حال سُنایا کہ اس کے بھائی ایک دفعہ کسی کی بھینس چُرا کر لے آئے ۔جنگلی لوگ کھوج نکالنے میں بڑے ماہر ہوتے ہیں۔وہ نشانات دیکھتے دیکھتے ہمارے گھر پہنچ گئے اور کہنے لگے کہ ہماری بھینس دے دو۔انہوں نے قسمیں کھانی شروع کر دیں کہ ہم تمہاری بھینس چُرا کر نہیں لائے۔لوگوں نے کہا ہمیں تمہاری قسموں کا کوئی اعتبار نہیں۔ہاں اگر تمہارا فلاں بھائی جو مرزائی ہو چکا ہے کہہ دے کہ تم ہماری بھینس نہیں لائے تو ہم اس کی بات مان لیں گے۔انہوں نے کہا کہ یہ تو کافر ہے اس کافر کا کیا اعتبار ہوسکتا ہے۔وہ کہتے کہ وہ ہے تو کافر مگر ہمیں تمہاری قسموں پر اتنا اعتبار نہیں جتنا اس کافر کی زبان پر ہے۔پھر اس نے کہا کہ آخر وہ میرے پاس آئے اور مجھے خوب مارا اور کہا کہ خبردار جو باہر جا کر یہ کہا کہ بھینس ہمارے پاس ہے اور جب تسلّی ہوگئی کہ اب یہ ہمارا راز افشاء نہیں کرے گا تو مجھے باہر لائے اور پوچھا کہ بتاؤ ہم بھینس لائے ہیں؟ میں نے کہا کہ اگر میں نے کچھ کہا تو تم خفا ہو جاؤ گے۔انہوں نے کہا۔نہیں بولو کیا ہم بھینس لائے ہیں؟ میں نے کہا۔ہاں لائے ہو،وہ اندر کھڑی ہے ۔انہوں نے پھر مجھے اندر لے جا کر مارا اور کہا۔ہم نے جو کہا تھا کہ نہ بتانا پھر تم نے کیوں بتایا۔میں نے کہا کہ وہ اندر جو کھڑی ہے تو میں کیا کرتا۔

غرض احمدیوں کی سچّائی کا یہ اثر تھا کہ لوگ کہتے کہ یہ ہے تو کافر مگر جو بات کہتا ہے سچ کہتا ہے۔تو اچھے نمونہ کا دوسرے لوگوں پر بڑا بھاری اثر پڑتا ہے۔‘‘

(رسالہ ’’پردہ ‘‘صفحہ 30،31ناشر مہتمم اشاعت نظارت اصلاح و ارشاد صدر انجمن احمدیہ ۔پاکستان)

حضرت مصلح موعودؓ کا نونہالان احمدیت کے لئے یہ دعائیہ شعر ہے جس کے خزانے عرش سے ہر مخلص احمدی کو عطا ہوتے رہیں گے ؎

چھوٹے کبھی نہ جام سخاوت خدا کرے
ٹوٹے کبھی نہ پائے صداقت خدا کرے

❁❁❁❁

صحابہ رسولؐ کے جذبہ فدائیت کا ایک تاریخی واقعہ

حضرت مصلح موعودؓ نے اسی خطبہ کے دوران یہ بھی فرمایا:

’’رسول کریم ﷺ ایک دفعہ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ آپؐ نے دیکھا کہ کچھ لوگ کناروں پر کھڑے ہیں ۔معلوم ہوتا ہے مسجد میں جگہ تنگ تھی اور لوگوں نے کناروں پر کھڑے ہو کر خطبہ سننا شروع کر دیا۔رسول کریم ﷺ نے انہیں دیکھا تو فرمایا بیٹھ جاؤ۔ایک صحابی اس وقت مسجد کی طرف آ رہے تھے اور ابھی گلی میں ہی تھے کہ ان کے کانوں میں یہ آواز پہنچ گئی اور وہ اُسی وقت زمین پر بیٹھ گئے اور انہوں نے گھسٹ گھسٹ کر مسجد کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔کوئی شخص پیچھے سے آ رہا تھا وہ انہیں دیکھ کر کہنے لگا آپ یہ کیا کر رہے ہیں اتنے بڑے آدمی ہو کر آپ نے اکڑوں بیٹھ کر پیروں کے بَل چلنا شروع کر دیا ہے ؟انہوں نے کہا میرے کان میں محمد رسول اللہ ﷺ کی ابھی یہ آواز تھی کہ بیٹھ جاؤ۔اس لئے میں یہ آواز سنتے ہی بیٹھ گیا۔وہ کہنے لگا یہ تو رسول کریم ﷺ نے ان لوگوں سے کہا ہوگا جو مسجد میں کھڑے ہوں گے۔آپ سے تو نہیں کہا۔انہوں نے جواب دیا کہ کہا ہوگا لیکن میں نے سمجھا کہ اگر میں نے اس حکم کی تعمیل نہ کی اور اس وقت میری جان نکل گئی تو رسول کریم ﷺ کا ایک حکم ایسا رہ جائے گا جس کی میں نے اطاعت نہیں کی ہوگی۔اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ خواہ آپؐ نے کسی کو مخاطب کیا ہو جب میرے کانوں میں آپ کی آواز پڑ گئی ہے تو میں اس کی تعمیل کروں۔یہ وہ اطاعت کی روح تھی جو صحابہؓ میں پائی جاتی تھی۔(رسالہ ’’پردہ ‘‘صفحہ 12،13ناشر مہتمم اشاعت نظارت اصلاح و ارشاد صدر انجمن احمدیہ ۔پاکستان)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ شمع مصطفوی کے یہ زندہ جاوید پروانے حضرت عبد اللہؓ بن رواحہ تھے جنہیں بیعت عقبہ اولیٰ میں نعمت اسلام میسّر آئی۔علاوہ ازیں آپ کو غزوۂ بدر،احد،خندق،حدیبیہ،خیبر اور عمرة القضاء میں آنحضرت ﷺ کے ہمراہ ہونے کی سعادت حاصل ہوئی ۔حضرت عبد اللہ نے غزوۂ موتہ میں جام شہادت نوش فرمایا جس کی خبر آنحضور ﷺ کو کشفاً دی گئی۔

(اصابہ ابن اثیر)

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

❁❁❁❁❁

جماعت احمدیہ بوسنیا کے پانچویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

جلسہ کے موقع پر 68 افراد کا قبول احمدیت

(وسیم احمد سروعہ ۔مبلّغ بوسنیا)

بوسنیا میں جماعت احمدیہ کی رجسٹریشن سرائیوو میں مئی 1999ء میں ہوئی اور اسی سال ستمبر میں ہمارا پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔گزشتہ سال کی طرح امسال بھی جلسہ سالانہ جماعتی سینٹر مسجد بیت السلام میں منعقد ہوا۔جلسہ کے لئے 10/اکتوبر کی تاریخ طے کی گئی تھی۔اکتوبر میں عموماً یہاں بہت سردی شروع ہو جاتی ہے لیکن اس بار موسم خوشگوار تھا اور سورج نکلا ہوا تھا جلسہ کے اختتام کے بعد رات کو بارش ہوئی اور کافی سردی ہوگئی۔

پانچویں جلسہ سالانہ کی تیاری ایک ماہ قبل شروع کر دی گئی اس سلسلہ میں دعوت نامے شائع کر کے مختلف دوستوں کو بھجوائے گئے جن میں غیر از جماعت مسلمان بھی شامل تھے چند جگہوں سے بعض افراد کے سپرد ٹرانسپورٹ کی ڈیوٹی لگائی گئی تا کہ وہاں سے لوگوں کو لائیں۔الحمدللہ انہوں نے اچھا کام کیا اور چار جگہوں سے بہت سے افراد پہلی دفعہ جلسہ میں شامل ہوئے۔25افراد جماعت نے ڈیوٹی دی اور جلسہ کو کامیاب بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔امسال بعض نئے احمدی افراد نے بھی جلسہ کی ڈیوٹی دی اور تجربہ حاصل کیا۔مکرم ابراہیم نونن صاحب مبلّغ آئرلینڈ کو حضور انور نے بطور مرکزی نمائندہ مقرر فرمایا۔

جلسہ کا آغاز صبح 10:30 بجے زیر صدارت مکرم ابراہیم نونن صاحب،تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم فرید احمد خالد صاحب نے کی۔اس کے بعد مکرم مختار احمد صاحب نے درثمین سے’’حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی‘‘،نظم پیش کی۔تلاوت و نظم کا بوسنین زبان میں ترجمہ مکرم آلن بوشینا کووچ (Alen Bo snijakovic)نے پیش کیا۔اس کے بعد مکرم دینو شابوچ (Dino Sabovic) نائب صدر جماعت بوسنیا نے welcome ایڈریس پڑھا اور تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔اس کے بعد جلسہ کی پہلی تقریر مکرمہ فاہریہ اودچ صاحبہ (Fahrija Audic) نے کی۔انہوں نے یہ تقریر خواتین کے حصہ سے کی جس کا عنوان تھا ’امام مہدی علیہ السلام کی نئے احمدیوں کو نصائح‘۔یہ خاتون لندن میں MTA کے پروگراموں کا اور جماعتی لٹریچر کا بوسنین میں ترجمہ کرتی ہیں۔انہوں نے جماعت کے قیام کی غرض بتائی اور حضور علیہ السلام کی مختلف نصائح بیان کیں اس کے بعد ایک خاتون تنزیلہ جاکمچ (Tanzila Dzakmic) نے ایک نظم پیش کی۔جلسہ کی دوسری تقریر مکرم زبیر خلیل خان صاحب نائب امیر جرمنی نے کی جو انگلش میں تھی اور مکرم دینو شابوچ صاحب نے بوسنین میں ترجمہ پیش کیا انہوں نے ابتداء میں سچائی قبول کرنے والوں کے بلند مقام کا ذکر کیا اور بتایا کہ بوسنیا میں اس وقت آپ کے پاس یہ موقع موجود ہے کہ تاریخی وجود بن جائیں اس سلسلہ میں انہوں نے حضرت عمرؓ کے زمانے کے ایک واقعہ کا خاص طور پر ذکر کیا جب چند امیر نوجوان ان کے دربار میں بیٹھے تھے تو بعض ابتدائی غریب مسلمانوں کی آمد پر حضرت عمرؓ نے ان سے کہا کہ ان ابتدائی مسلمانوں کے لئے جگہ خالی کر دیں اور پھر انہیں ایسا کرنا پڑا۔دیر سے اسلام قبول کرنے پر جو ندامت انہیں ہوئی اس کا داغ انہوں نے جہاد میں جام شہادت نوش کر کے دھویا۔

پروگرام کے پہلے حصہ کی آخری تقریر خاکسار وسیم احمد سروعہ مبلغ و صدر جماعت بوسنیا کی تھی جس کا عنوان تھا ’’احمدیت نے دنیا کو کیا دیا‘‘ خاکسار نے اس تقریر میں مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے وقت مسلمانوں کی حالت کا نقشہ کھینچا۔بعض غلط عقائد جو مسلمانوں میں رائج ہو چکے تھے ان کا ذکر کیا اور بتایا کہ احمدیت نے کس طرح ان کی اصلاح کی۔پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات،ختم نبوّت کے صحیح مفہوم کا ذکر کیا۔نظام خلافت،مالی قربانی کے نظام کا ذکر کیا جو احمدیت نے دنیا کو عطا کئے نیز MTA جیسی عظیم نعمت کا ذکر کیا اور بتایا کہ آج امن اور عافیت صرف اور صرف احمدیت کے حصار میں ہے۔اس تقریر کے بعد کھانے اور نمازوں کا وقفہ ہوا۔

دوسرا اور آخری سیشن

نمازوں کی ادائیگی کے بعد دوسرے اور آخری سیشن کا اجلاس شروع ہوا۔ایک بچے کنعان جاکمچ (Kenan Dzakmic) نے نظم پیش کی اس کے بعد مکرم ڈاکٹر عبدالشکور اسلم خاں صاحب صدر جماعت البانیا نے البانیا میں احمدیت کے موضوع پر خطاب کیا۔ان کے بعد مکرم دینو شابوچ (Dino Sabovic) نائب صدر جماعت بوسنیا نے’’قرآنی پیشگوئیاں‘‘کے عنوان سے تقریر کی۔

پروگرام کے مطابق جلسہ کی آخری تقریر مکرم ابراہیم نونن صاحب مرکزی مہمان کی تھی۔ان کی تقریر کا ترجمہ مکرمہ فاہریہ صاحبہ نے بوسنین میں کیا۔محترم ابراہیم نونن صاحب نے بتایا کہ بوسنیا میں جنگ کے دوران وہ یہاں آنا چاہتے تھے لیکن اس وقت نہ آسکے اور آج ان کی خواہش پوری ہوئی۔انہوں نے احباب کو نظام جماعت اور نظام خلافت کی اہمیت سے آگاہ کیا کہ برکت اسی میں ہے کہ اس نظام سے چمٹے رہیں۔مرکزی نمائندہ کی تقریر کے بعد خاکسار نے تمام احباب اور کام کرنے والے احباب کا شکریہ ادا کیا اور مرکزی نمائندہ نے اختتامی دعا کرائی۔اس طرح ہمارا پانچواں جلسہ سالانہ اختتام پذیر ہوا۔اور امسال حاضری ہماری توقعات سے بڑھ کر تھی۔الحمدللہ

جلسہ کی خاص بات 68 بیعتیں ہیں جو اس موقع پر حاصل ہوئیں۔تمام مہمانوں نے پروگرام کو بہت پسند کیا اور دوبارہ آنے کی خواہش کا اظہار کیا۔امسال جرمنی سے 7/افراد پر مشتمل وفد نے شرکت کی اور البانیا سے 4/افراد کے وفد نے شرکت کی۔اور اس طرح 3 ممالک سے مہمان تشریف لائے۔جلسہ کے بعد باہر سے آئے ہوئے مہمانوں کو سرائیوو کے بعض تاریخی مقامات کی سیر کروائی گئی۔MTA جرمنی کی ٹیم نے جلسہ کے تمام پروگرامز کی ریکارڈنگ کی اور جلسہ پر ڈیوٹی دینے والے بعض احباب جماعت کے انٹرویو بھی ریکارڈ کئے۔☆☆